SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, June 28, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad , at twenty five minutes past six in the evening with Mr . Chairman (Mr .Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا یھا الّذین ا منوا ا رکعوا و ا سجد وا واعبد وا ربّکم و افعلوا الخیر لعلّکم تفلحون O وجا ھد وا فی اللہ حقّ جھادہٖ ھو اجتبٰکم و ما جعل علیکم فی الدّین من حرج ملّۃ ابیکم ابرٰھیم ھو سمّٰکم المسلمین من قبل و فی ھذ ا لیکون الرّسول شھیدا علیکم و تکونوا شھد آ علی النّاس فا قیموا ا لصلوٰۃ و اتوا ا لزکوٰۃ واعتصموا باللہ ھو مولٰکم فنعم المولیٰ و نعم النصیر O

(الحج ۷۷-۷۸)

ترجمہ: مومنو! رکوع کرتے اور سجدے کرتے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو اور نیک کام کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ اور اللہ (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی (اور تمہارے لئے)

تمہارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا) اسی نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا۔ اور اس کتاب میں بھی (وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو) تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں اور تم لوگوں کے مقابلے میں شاہد ہو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ (کے دین کی رسی) کو پکڑے رہو ' وہی تمہارا دوست ہے اور خوب دوست اور خوب مدد گار ہے۔

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

Mr. Chairman: 'Jazakallah'.

In pursuance of sub-rule (1) of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following members, in order of precedence, to form the Panel of Presiding Officers for the 98th Session of the Senate:

1 Senator Tahir Bizenjo

2. Senator Hussain Shah Rashdi

3. Senator Anwar Kamal Khan Marwat

And if any of them is absent then Senator Dr. Jamiluddin Aali.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: پروفیسر ساجد میر صاحب گزشتہ ۹۷ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۳ اور ۷ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے ' اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ فاروق احمد خان صاحب گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ ۸ اور ۹ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے ' اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی

درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ حاجی گل آفریدی صاحب سرکاری دورے پر تشریف لے گئے ہیں۔ حالیہ مکمل اجلاس کے لئے انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ میر ظفر اللہ جمالی صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ عباس سرفراز صاحب علاج کی غرض سے انگلینڈ میں ہیں ' اس لئے انہوں نے حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ ڈاکٹر جمیل الدین عالی صاحب نے بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مورخہ ۲۸ جون تا یکم جولائی رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ افضل لون صاحب علالت کی بناء پر گزشتہ اجلاس کے دوران ۷ تا ۹ جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ منصور لغاری صاحب نے ذاتی وجوہات کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس

کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

POINT OF ORDER

جناب چیئرمین ۔ جناب اعتزاز صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ فرمائیے جی۔

چوہدری اعتزاز احسن ۔ جناب چیئرمین صاحب! جس عرصے میں ہماری جانب سے یہ تحریک پیش ہوئی کہ سینٹ کا اجلاس بلایا جائے اور آپ نے آئین کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس session کو بلایا ، وہ یقیناً آئینی معیار کے مطابق تھا، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں، مگر اس دوران ایک دو ایسے سنگین اور اہم مسائل اٹھے جن کا تعلق وفاق سے ہے، وفاق کی تمام اکائیوں سے ہے اور ان مسائل کا وفاق کی سکیورٹی کے ساتھ بھی تعلق ہے ۔ آج آپ نے بھی اس میں رہنمائی کی اور ساری پارٹیز کے لیڈروں اور حکومت کے نمائندوں میں صلاح مشورے سے طے پایا اور میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ہرچند میاں رضا ربانی صاحب اور آفتاب شیخ صاحب کے adjournment motions یعنی تحاریک التوا بھی موجود ہیں، لائن آف کنٹرول پر موجودہ صورت حال کے بارے میں پاکستان میں ہر شہری ، ہر شخص کو تشویش ہے اور بہت سے اندیشے ہیں، پاکستان کی سکیورٹی سب سے burning اور اہم issue ہے، وہ ہم چاہتے تھے کہ اس کو سب سے پہلے لیا جائے۔

دوسرا issue جو بہت اہم ہے اور اس کا تعلق بھی وفاق سے ہے۔ اس معاملے کا اس House کے ساتھ بھی براہ راست تعلق ہے کہ سندھ میں جو بجٹ دیا گیا ہے۔ کیا ان میں سے کوئی ایسا معاملہ ہے جس کو مؤخر کیا جا سکتا ہے، نہیں کیا جا سکتا لیکن ہم چاہتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ ہم وہاں میٹنگ کرکے ایک دم House میں آجائیں اور کہیں کہ آج ہی ہم لائن آف کنٹرول پر بحث کریں گے اور کہیں کہ ہم آج ہی سندھ کی اسمبلی یا بجٹ کے معاملے پر بحث کریں گے۔ ہم نے یہ سوچا ہے اور حکومت نے اس دفعہ اس پر agree کیا ہے کہ ہم تمام ممبران

کو یہ ایک طرح پیشگی اطلاع کر سکیں کہ آج نہیں کل یہ طے پایا ہے کہ کل لائن آف کنٹرول پر جو صورت حال ہے اس پر بحث ہوگی ۔ جب وہ بحث ہو چکے گی تو اس کے بعد دوسرا جو وفاق کے لئے اہم مسئلہ ہے، جس طرح میں نے پہلے کہا ہم سب تذبذب میں ہیں، اس سلسلے میں تشویش ہے اور اس ہاؤس کی کم از کم ایک چوتھائی نمائندگی کو جو منتخب کرنے والے ہیں، وہ سندھ اسمبلی ہے۔ وہاں کیا صورت حال پیدا ہو رہی ہے ۔ سندھ میں ایک بجٹ دیا گیا ہے، جس کو سندھ اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا ۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ اس کے بعد ہو اور یہ طے ہوا ہے کہ وہ اس کے بعد ہوگا۔ تیسرا ایشواس کے بعد جو وقت یا دن بچے گا اس میں take up کیا جائے گا۔ آج یہ طے ہوا کہ دوستوں کو ساتھیوں کو ہاؤس کے فاضل ممبران کو یہ اطلاع ہو کہ کل ہم لائن آف کنٹرول پر اور اس کے بعد جب بھی وقت آئے گا، کل ہو، پرسوں ہو، وہ سندھ اسمبلی کے واقعے اور سندھ اسمبلی کے بجٹ پر بحث کرنا چاہیں گے ۔اس کے بعد جو وقت بچے گا اس میں سینٹ کے معاملات پر لوگ گفتگو کرنا چاہیں گے۔

آج یہ طے ہوا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر اور دیگر تمام موضوعات کی اہمیت کے پیش نظر ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا ممبر نہ ہو جو یہ کہے کہ ایک دم یہ بحث شروع ہوگئی۔ بلکہ کل لوگ اس ذہن سے آئیں کہ کل لائن آف کنٹرول پر سینٹ میں بحث ہوگی۔اس لئے کل ہم اس کو take up کریں گے ۔ آج جو ایجنڈا ہے جس پر فی الحال پہلے آئٹم پر جالب صاحب اور ڈاکٹر صاحب گفتگو کریں گے۔ ہماری طرف سے سیف اللہ پراچہ صاحب اس پر گفتگو کریں گے اور پھر ایجنڈے کے مطابق کام ہوگا۔

جناب چیئرمین۔ بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔جناب چیئرمین! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں اب اجلاس اپوزیشن کی جانب سے کافی ریکوزیشن ہوتے ہیں۔ ہم اس کا خیرمقدم کرتے ہیں۔ بڑی اچھی بات ہے کہ ہاؤس سیشن میں آتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے رولز میں یہ چیز provided نہیں ہے کہ یہ ایجنڈا اپوزیشن کی طرف سے ہے اور ان

چیزوں کو ڈسکس کرنا ہے ۔ جیسے اب فاضل قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ یہ بات طے ہوئی ہے۔ کیا یہ زیادہ اچھا نہ ہو کہ ریکوزیشن دیتے ہوئے آپ وہ سرکولیٹ کریں ان چیزوں کو کہ جن کے لئے اپوزیشن نے اجلاس طلب فرمایا ہے تاکہ ہم ان items کے متعلق بھی تیار ہو کر آئیں۔یہ بڑی اچھی بات ہے ۔میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ یہ بڑی اچھی تجویز ہے کہ آپ نے بیٹھ کر ان آئٹمز کے متعلق فیصلہ کر لیا کہ کون کونسے آئٹمز آئیں گے لیکن اجلاس ریکوزیشن کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا کہ ہم نے کیا کیا ڈسکس کرنا ہے ---میں یہ تجویز کروں گا کہ اس سے زیادہ بہتر بات یہ ہے کہ جب بھی آپ ریکوزیشن دیں اس میں آپ ان چیزوں کو Hilight فرمائیں۔ ان کے لئے ہمیں اپنے رولز کو بھی تھوڑا amend کرنا پڑے گا کہ اس میں ایجنڈا بھی ساتھ دیا جائے تاکہ ہاؤس کے سارے ممبران کو یہ معلوم ہو کہ اس چیز کے لئے یہ اجلاس طلب کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین۔چلیں جی جب رولز amend ہو جائیں گے تو پھر انشاء اللہ اس پر غور کریں گے۔

Raja Shaib do you want to say anything?.

راجہ محمد ظفر الحق۔ کچھ نہیں کہنا۔

جناب چیئرمین۔وہ کہتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں کہنا چاہتے ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔یہ بات تو واضح ہوگئی کہ لائن آف کنڑول کے حوالے سے کل سیر حاصل گفتگو ہو گی اور سارے ممبران کو ان کا حق ملے گا کہ وہ بات کریں ۔ اس بات پر میں بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں یہ عرض کر رہا ہون کہ لائن آف کنٹرول کے حوالے سے بھی میرا ایڈجرنمنٹ موشن ہے اور سینٹ کو بائی پاس کرنے کے حوالے سے بھی ---

Mr. Chairman : Leave the adjournment motion ....

(مداخلت)

جناب آفتاب احمد شیخ۔ سینٹ کو بائی پاس کیا گیا ہے ۔جناب چیئرمین میرا ایک موشن اس حوالے سے بھی ہے ۔چونکہ لیڈر آف اپوزیشن نے گفتگو کی لیکن اس کی وضاحت نہیں

کی ۔ میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں اور ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے ایک موشن موجود ہے اور اس پر بحث ہونی چاہیئے ۔

جناب چیئرمین۔اچھا چلیں ۔

چوہدری اعتزاز احسن ۔ جناب ' اس پر بھی بحث کرنا چاہتے ہیں کہ سینٹ کے اختیارات ' ہمارے اختیارات کو کسی طرح سلب کیا جاتا ہے ' یہ تشویش لاحق ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ جالب صاحب ' ڈاکٹر عبدالحئی ' پراچہ اور اکرم شاہ صاحبان بولیں گے ۔ چار اس جانب سے بولیں گے ۔ ٹھیک ہے اس جانب سے طاہر بزنجو صاحب بولیں گے تو اس طرح پانچ ہو گئے ۔

FATEHA

سید قائم علی شاہ ۔ جناب ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ حافظ سید محمد تقی صاحب فوت ہوگئے ہیں ۔ وہ پاکستان کے مشہور مفکر اور دانشور تھے ۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کرائی جائے ۔

جناب چیئرمین ۔جی ٹھیک ہے سید محمد تقی صاحب کے لئے دعائے مغفرت پڑھی جائے ۔

(فاتحہ پڑھی گئی)

جناب چیئرمین ۔ تو چار اس جانب سے اور ایک طاہر بزنجو صاحب اُس جانب سے بولیں گے ۔

ایک معزز رکن ۔ جناب تاج حیدر صاحب بھی بولیں گے۔

جناب چیئرمین ۔ اچھا پانچ ہوگئے ہیں ادھر سے ۔ جی نام لکھ لیں جی ۔ جی جناب سر انجام خان صاحب ۔

جناب سر انجام خان ۔ جناب یہ سینٹ کا اجلاس بجائے شام کے صبح رکھا کریں۔

آئندہ جو اجلاس ہفتہ وار رکھے جائیں وہ صبح کے وقت رکھے جائیں۔

جناب چیئرمین۔یہ جی تھوڑی سی ایڈجسٹمنٹ کبھی اِدھر کبھی اُدھر کرنا پڑتی ہے۔

جناب سرانجام خان۔ جناب ہم تو اپنے سب کام چھوڑ کر ادھر آکر بیٹھ جاتے ہیں ۔ یہ عدالتوں میں سے ہوکر آتے ہیں ۔ یہ وکلاء کی برادری ہے دن کو عدالتوں میں کام کرتے ہیں اور شام کو آکر یہاں بیٹھ جاتے ہیں ۔ ہم بھی کام کرتے ہیں' ہمارے بھی بہت سے کام ہیں ۔ روز یہ اجلاس شام کو ہوتا ہے۔ اسے دن کو بھی رکھا جائے۔

جناب چیئرمین۔جناب راجہ صاحب اور قائد حزب اختلاف بیٹھے ہیں ۔ آپس میں طے کرلیں۔

جناب سرانجام خان ۔ یہ آپس میں کیوں ؟ یہ ہمارا استحقاق ہے ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔نہیں ، صبح عام طور پر ہوتا ہے لیکن تھوڑا بہت ادھر سے کہا جاتا ہے کہ کوئی میٹنگ ہے' کبھی ادھر سے کہا جاتا ہے کہ میٹنگ ہے ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔۔بہرحال یہ ایسا معاملہ نہیں ہے کہ اس پر بحث ہو ۔ راجہ صاحب اور اعتزاز صاحب بیٹھے ہیں وہ جو مجھے کہیں گے اس کے مطابق میں کر دوں گا ۔ جی حبیب جالب صاحب on the Forbes issue. ۔

DISCUSSION ON THE MOTION RE: AGREEMENT WITH M/S FORBES AND COMPANY FOR DEEP SEA FISHING GAWADAR

جناب حبیب جالب بلوچ ۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین ، آج جس مسئلے پر سینٹ بحث کرنے جا رہی ہے ۔ وہ Nationally 'اور federation اور اس کے Units کے حوالے سے

کے حوالے سے National Economy, Marine Security کی پاکستان وہ - ہے important

بھی اہم ہے۔ اور اس کے علاوہ Marine Environmental Protection کے لئے بھی کافی اہم

ہے۔ بلوچستان اور سندھ کے ماہی گیروں کا نان شبینہ چھیننے کی جو کوشش کی گئی ہے ۔ اس سے

ان کو بچانے کے لئے important issue ہے ۔ یہ ایک معاہدہ ہے جو کہ حکومت پاکستان نے

ایک امریکی کمپنی Forbes and Company کے ساتھ deep sea off-shore fishing کے

لئے چار سو ساٹھ ملین ڈالرز کا کیا ہے۔ یہ اتنا اہم ہے کہ اسی لئے ہم نے اس کے لئے تحریک التواء

پیش کی تھی اور اب جو موشن ہمارے سامنے ہے اس پر ہم بحث کر رہے ہیں ۔ پہلے جو main

points and objections ہیں -----

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے کوئی شور ہو رہا ہے ۔ please... please معزز سپیکر disturb ہو رہے ہیں ۔ --- جی حاجی صاحب تشریف رکھیں --- سرانجام صاحب ، آپ کی آواز بڑی دور تک پہنچ رہی ہے ۔ مقرر ڈسٹرب ہو رہے ہیں۔ جی فرمائیے جناب حبیب جالب بلوچ صاحب ۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں ایک کوشش کروں گا کہ کم از کم وقت میں اس معاہدے کے اہم نکات کو سامنے لاؤں جو objectionable ہیں اور جو اہم considerations ہمارے سامنے ہیں، جس کی بنیاد پر ہم امریکن کمپنی Forbes کے ساتھ اس معاہدے کو رد کرتے ہیں اور اسی کے insulation کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اس میں سب سے قابل اعتراض بات ہے یہ ہے کہ یہ معاہدہ انتہائی عجلت میں کیا گیا ، اس کی feasibility report پیش کئے بغیر MOU پر sign ہوئے اور اس کے فوراً بعد جو feasibility report یعنی اسے جولائی میں stipulated time پیش کرنا تھا اس میں وہ کمپنی ناکام ہو گئی ہے ، اس کے باوجود اس کو agreement کی شکل دی گئی اور اس کو Cabinet کے سامنے پیش کرنے کی طرف لیجایا جا رہا ہے۔

سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ bilateral ہے اور اس میں جو 460 million dollar کا معاہدہ کیا گیا ہے اور جس میں انہوں نے جو break up دکھایا ہے، اس

میں 100 million, dollar کی وہ vehicles ہیں جن میں long line up trawlers ہیں' stunt trawlers ہیں جو well equipped ہیں ' جس میں جدید ترین technology ہے جو اس کے لئے مخصوص ہو گی۔ اس کے علاوہ جو 360 million dollar ہے وہ physical and social infrastructure کے لئے ہو گی اور وہ social infrastucture envisage کیا جائے کہ یہ ساحل بلوچستان میں ہو گی کیونکہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ پورے پاکستان میں ساحل کی length ہے 1100 کلومیٹر' اس میں سے 770 کلومیٹر بلوچستان کا ساحل ہے اور جو سب سے اہم مچھلیوں کی پرورش یا پیداوار کے لئے 770 کلومیٹر جو ہے ٹوٹل مچھلیوں کے پیداوار کا 85% ہے۔ اس وجہ سے یہ معاہدہ جو bilateral ہے جس کو عجلت میں کیا گیا اور جس ساحل پر وہ infrastructure بنانے جا رہے تھے اس کو provincial government نے رد کیا۔ وہاں پہلے دن چیف سیکریٹری نے شرکت کی' اس کے الفاظ یہ تھے کہ یہ معاہدہ Flora and Fauna کو تیزی سے prosecute کرے گا یعنی تباہ و برباد کرے گا پاکستان کی bio-diversity کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائے گا اور لوکل آمدنی کو بری طرح متاثر کرے گا کیونکہ اس وقت پاکستان کو 34% ذرائع آمدنی جو زر مبادلہ کی شکل میں مل رہا ہے وہ ساحل بلوچستان سے مچھلیوں کے باہر بھیجنے کی صورت میں مل رہا ہے۔ لہذا ایسے معاہدات کے نتیجہ میں انڈیا اور Far East میں آبی حیات کی مکمل نسل کشی ہوئی ہے۔ یہ 30/7/98 سے پہلے باقاعدہ طور پر لکھا گیا اور اس کے بعد جناب چیئرمین! بلوچستان کی صوبائی اسمبلی نے اپنے سیشن میں اس معاہدہ کو بلوچستان کے عوام' ماہی گیروں کے اور ملکی مفادات کے خلاف قرار دیتے ہوئے ایک قرارداد منظور کی۔ اس کے بعد وہاں کی تقریباً جتنی بھی political parties ہیں انہوں نے اس معاہدے کے خلاف بات کی۔ اس میں جو' یہ میرے points نوٹ کر رہے ہیں یا نہیں۔

جناب چیئرمین۔ اعتزاز صاحب اپنی سیٹ پر تشریف رکھیئے۔

جناب حبیب جالب بلوچ ۔ جناب چیئرمین! یہ Forbes کے ساتھ معاہدہ one sided ہے' bilateral نہیں ہے ' عجلت میں کیا گیا' feasibility report سے پہلے کیا گیا اور

اس میں حکومت بلوچستان کو فریق نہیں بنایا گیا۔ یہ federation کی spirit کے خلاف ہے۔ ویسے بھی جو infrastructure 360 million dollar کا بنے گا وہ اسی ساحل پر ہوگا اور اس میں ضروری تھا کہ اس حکومت کو شامل کیا جاتا جس میں وزیر اعلیٰ نے خطوط لکھے، چیف سیکریٹری نے وضاحتیں کیں کہ معاہدہ national economy کو نقصان دے گا۔ اس کے علاوہ Governor of Balochistan نے ان کو مختلف dates میں لیٹر لکھے میرے پاس ان کی dates موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اس سلسلے میں صوبائی اسمبلی کی باقاعدہ قراردادیں آئیں اور اس کے علاوہ political محاذ پر بھی تمام political parties نے اس کی مخالفت کی۔ سب سے پہلے اعتراضی نقطہ کے حوالے سے ہم اس دیوالیہ کمپنی جس کے دو چیک دو مرتبہ امریکی کمپنیوں سے بغیر کیش ہوئے واپس آئے۔ ان کے یہ Lucian Edward Forbes جو کہ M/s Forbes کا cousin بتایا جاتا ہے۔ یہ ذرا منسٹر صاحب نوٹ کریں ۔ وہ real Forbes بھی نہیں ہے بلکہ یہ جناب لوشینز ایڈورڈ فوربز ہے جو کہ M/S Forbes کا کزن بتایا جاتا ہے ۔ تو ہم real Forbes کی بجائے اس کے bankrupt کزن سے جن کے چیک بھی واپس ہوئے ہیں۔ یہ معاہدہ ایسا ہے جیسے کہ ہم نے IPP کے ساتھ ایسا معاہدہ کیا تھا ۔ جس میں آج قوم کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

جناب چیئرمین ! اس میں دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ 460 Million large scale capital intensive invester deal ایک بہت بڑی deal ہے ۔ اس میں ہمیں تمام سینیٹرز کو critically evaluate کرنا چاہئیے Environmental approach ہماری ہونی چاہئیے اور Methodology of environmental consideration وہ دراصل base کرتی ہے number one, environmental impact statement پر چونکہ یہ Marine deep sea fishing policy ہے تو اس میں environmental impact statement دیکھے بغیر یا اس کو بنائے بغیر کسی ایسی کمپنی کے ساتھ جو 100 trawler launches سمندر میں ڈالے گی اور صرف 460 million dollars میں ایک سال کے اندر جناب چیئرمین ! وہ 800 million dollars وصول

کرے گی ۔ تو یہ کیا environmental impact statement سے پہلے اس کو منظور کیا جانا خود اس فوربز کمپنی کے ساتھ اس معاہدے کو از خود مشکوک نہیں بنا دیتی ۔ کیونکہ خود حکومت پاکستان اور فوربز کمپنی اس سلسلے میں ناکام ہوئی ہے کسی ایسے environmental impact statement دینے میں ۔ خود WWF نے جو واحد impartial world wild life کی protection کا ادارہ ہے، جنہوں نے اپنے letter میں واضح الفاظ میں ان کو خبردار کیا ہے۔ میں WWF کے الفاظ quote کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہتے ہیں کہ We are also concerned about the potential impacts of this project on the livelihood of tens of thousands of artisonal fishers in Pakistan Coastal Community اور اس میں وہ آگے چل کر کہتے ہیں کہ we appreciate that your trawlers will not be permitted to operate within twenty miles of the coast to protect traditional inshore fisheries تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ FAO جو UN کا ایک Food and Drug Control Organization ہے جو ذمہ دار ہے پاکستان کی میرین لائف یا environmental life کے، اس میں گو کہ پاکستان کے نمائندے نے کہا کہ اس معاہدے کے تحت، جو representative ہے FAO میں وہ کہتا ہے ۔ "allowed to fish bchind only twenty miles from the coast and to exploit 50% of the yield of various fish stock. The Forbes agreement will cause no conflict between traditional and industrial fishing,

اس چیئرمین جناب اب there exist about ten million tons of Mezopelago fish statement کو ہم خود کہ اپنی statement کے حوالے سے دیکھ سکتے ہیں جو ہمیں خبردار کرتا ہے that all species in Pakistan deep sea اس حوالے سے وہ species جس کے بارے میں انہوں نے ذکر کیا میزو پلیگو وہ چھوٹی سے چھوٹی مچھلی ہے جس کی لمبائی دو سے لیکر سات سینٹی میٹر ہو سکتی ہے ۔ وہ ہمیں ایسے warn کرتا ہے that all species in Pakistan are either overfished or not enough to be harvested. یہ ہے state of world

اس کے علاوہ according to the Marine Fisheries fisheries resources. Department جسے MFD کہتے ہیں ' جناب چیئرمین ! یہ underestimation of current catch کر رہے ہیں اور stocks کو overestimate کر رہے ہیں۔ جس کا رزلٹ Forbes کی صورت میں ہے ' جب معاہدے پر عمل درآمد ہو گا ' وہ erode ہو جائیں گے ' witheraway ہو جائیں گے اور Marine life بلوچستان اور سندھ میں تباہ ہو کر رہ جائے گی۔

اب ہمارا Marine Fisheries Department کہتا ہے کہ present catch ایک لاکھ بیس ہزار ٹن کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ تیس ہزار EEZ میں federally catch ہے۔ مزید وہ ۹۲ کے سروے کے تحت کہتے ہیں کہ جو maximum sustainable yield ہے ' جسے MSY کہتے ہیں' وہ current دو لاکھ میٹرک ٹن ہے اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار سے زیادہ overfishing کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اب سوال یہ ہے کہ انہوں نے جنرل سٹاک کو underestimate کیا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ seven lacs metric tons سالانہ ساحل بلوچستان پر یہ مچھلیاں پائی جاتی ہیں لیکن real figures یہ ہیں کہ seven lacs تو واقعی پائی جاتی ہیں لیکن وہ ۲۰ سے ۳۵ ناٹیکل مائلز اندر کے ساحل پر پائی جاتی ہیں جن میں مچھلیوں کی وہ قسمیں ہیں جن کو ہم آٹھ گروپوں میں لے آتے ہیں:

ان میں small pelagics ہیں ' large pelagics ہیں ' Demersals ہیں ' wolf harrings ہیں ' large croakers ' small croakers ' king soldier breams ہیں اور شیل فش ہیں۔

عباسی صاحب خصوصی طور proof دیں گے کہ فش میں زیادہ پروٹین ہوتی ہے۔ اب دیکھیں کہ جو small pelagics ہیں ' اس میں shades ہیں ' sardinellos mix ہیں ' Clupeoids' Spanish Macherels ' Misetuna ہیں ' Sail fish ہیں ' شارکس ہیں ' Giutar fish ہیں ریز ہیں' کیٹ فش ہیں اور Barracuda fish ہے ' Mullets ہیں ' Thread fine ہے اور اسی طرح لارج اور سمال کروکرز میں کوبیا ہے ' کوین فش ہے' Travellary ہے'

اسی طرح کنگ سولجر ' breams ' Cutlass fish ہیں ' White Pomfrets ہیں ' Sale and other species ہیں ' جو شیل فش ہے ' Shrimps ہیں ' لاڈسٹار ہیں ' کیٹل فش ہے ' یہ وہ مچھلیاں ہیں جن کا سٹاک تقریباً سات لاکھ کے قریب بنتا ہے - یہ ساحل پر موجود ہے۔ جناب چیئرمین! جو میزک پلیجس فش کی بات کر رہے ہیں ' جن کے لئے deep sea fishing کی اجازت دے دی گئی ہے فوربس کو ' ان کا total stock 47000 metric tons ہے۔ جناب چیئرمین! کیونکہ دو سو میل جب آپ نیچے سمندر میں جائیں گے اور جتنا سمندر گہرا ہوتا جائے گا اس میں ریب کم پڑتے جائیں گے اور darkness بڑھتی جائے گی اور آبی لائف کم سے کم ہوتی جائے گی۔ اسی لئے وہاں صرف یہ چھوٹی سے چھوٹی مچھلی ملتی ہے جو سات سینٹی میٹر تک ہوتی ہے۔ اس میں پروٹین کی position پندرہ سے بیس فی صد تک ہے۔ وہ اتنی بڑی ہے کہ ۴۶۰ ملین ڈالر ----- فوربس بیٹھے کابیٹا ہے کچھ دیکھ کر ہی کرتا ہے ' وہ ۴۶۰ ملین ڈالر مفت میں خرچ نہیں کرے گا بلکہ ۴۷ ہزار میٹرک ٹن سالانہ حاصل کرنے کے لئے وہ یہ کر رہا ہے۔ اس کے بعد جناب! انہوں نے موجودہ fishing policy جس کو ہم criticise بھی کرتے ہیں لیکن اس fishing policy کے تحت ۳۵ ناٹیکل میل سے اس طرف لائسنسز جاری کئے جاتے ہیں لیکن انہوں نے اپنے MOU کے تحت بیس ناٹیکل میل کی اجازت دی ہے۔

اس کے علاوہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ جو ٹرالر فشنگ کریں گے ' یہ وہاں سے فشنگ کرتے ہوئے آئیں گے اور ساحل پر ان کے reprocessing plant ہونگے اور یہیں پر reprocessing کریں گے اور کولڈ سٹوریج اور ڈبوں میں بند کر کے وہیں سے دنیا کو فریش فوڈ بھیجیں گے۔ یہ خود Forbes کمپنی کے اپنے documents میں ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ 100 ٹرالرز جو ساحل سے گزریں گے کیا یہ فشنگ نہیں کریں گے؟ اصل مچھلیاں تو یہاں پر پائی جاتی ہیں۔ یہ جو میں نے آٹھ گروپس بتائے ہیں یہ یہاں سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ یہ جو میں نے species بتائی ہیں different species وہ یہیں سے گزریں گے۔ کیا وہ فشنگ نہیں کریں گے؟ کیا آپ کے پاس کوئی کنٹرول mechanism ہے؟ کیا آج تک آپنے کوئی

advanced mechanism رکھا ہے کہ ہم دیکھ لیں کہ وہ بیس میل کے اندر داخل ہوا ہے کہ نہیں آپ نے خود اس کو اجازت دی ہے کہ reprocessing ساحل پر ہوگی۔ وہ یہیں سے گزریں گے اور جب خالی واپس ہوں گے تو کیا وہ یہاں پر فشنگ کر کے نہیں جائیں گے۔ ان کو اجازت 50% catch of the 7 lacs metric tons اس کا مطلب ہے کہ 3,50,000 میٹرک ٹن کی آپ نے ان کو اجازت دی ہے اور بیچ سمندر میں سنتالیس ہزار میٹرک ٹن ہے۔ یہ باقی جو تین لاکھ دس ہزار میٹرک ٹن کے قریب ہے وہ کہاں سے پورا کریں گے۔ وہ تو اسی ساحل سے پورا کریں گے۔

جناب چیئرمین، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ 35,000 چھوٹی بڑی لانچز اس وقت بلوچستان میں کام کر رہی ہیں۔ اس وقت بلوچستان میں ایک لاکھ پچھتر ہزار افراد ڈائریکٹ fish catch کرنے میں مصروف ہیں۔ اس کے علاوہ باقی دو لاکھ کی آبادی auxiliary work کر رہی ہے جن میں مارکیٹنگ ہے، سٹوریج ہے، ٹرانسپورٹ وغیرہ ہے، دوسرے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس طرح جناب والا Forbes کمپنینے یہ کہا کہ ہم 2,500 ملازمتیں دیں گے جو بعد میں بڑھ کر 5,000 کے قریب ہو جائیں گے لیکن جناب چار ہزار ملازمت کے بدلے میں آپ ہمارے چار لاکھ افراد کو بے روزگار کر رہے ہیں۔ جب آپ ساحل پر جھاڑو پھیر دیں گے تو پہلے تو ہمیں آپ نے بہت سی جگہوں سے بے دخل کیا ہے۔ اب جو سمندر رہ گیا تھا خدا کا دیا ہوا سمندر ہے اس سے بھی آپ ہمیں بے دخل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف تو یہاں پر بڑے بڑے لکھنے والے بھی ہیں، میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا میں ان کی طرف صرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم کوئی بھی بات کرتے ہیں تو فوری طور پر ہم پر غداری کا لیبل لگتا ہے لیکن گیارہ سو کلومیٹر لمبا اتنا بڑا ساحل ہے اس کو امریکہ کے حوالے کیا گیا ہے۔ اس پر لکھنے والا میں بہت کم دیکھ رہا ہوں۔ بہت کم لوگوں نے اس بارے میں لکھا ہے۔

جناب چیئرمین، دوسری جو اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ کیا انہوں نے وہ ٹرالر لانچز جو سو ٹرالر لانچز ہیں۔ ان کا انہوں نے پوسٹمارٹم کیا ہے کہ وہ ٹرالر لانچز ہیں کیا؟ environmental

ان کا پوسٹ مارٹم اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک منٹ میں protection point of view سے کرتا ہوں۔ یہ وہ ٹرالر لانچز ہیں جو جدید ترین اشیاء سے مسلح ہیں اور جن میں Soonar ٹیکنالوجی لگی ہوئی ہے۔ Soonar ٹیکنالوجی وہ ہے جو indicate کرتی ہے کہ مچھلیاں اس وقت کہاں پائی جاتی ہیں تاکہ وہاں جا کر fishing کریں۔ اچھا اس کے اندر ایک reprocessing factory موجود ہے جو مچھلیاں فوری طور پر پکڑ کر فوری طور پر reporcess کرے گی کولڈ سٹوریج اور پیکنگ وغیرہ سب کچھ کرے گی۔ ایک دوسری کشتی آئے گی اس میں ڈال کر یہ امریکہ بھیج دیں گے۔ ان کو معاہدہ میں کہا گیا ہے کہ ہم ساحل پر reprocessing کریں گے اور وہاں سے finish good آئے گی اس کی دس فیصد رائلٹی ہم آپ کو دیں گے۔ جناب والا جب دو سو میل کے اندر ہی ٹرانسپورٹیشن ہو جائے گی تو آپ کو کون سا حصہ ملے گا۔ آپ کو صرف ایک حصہ ملے گا مچھلیوں کی موت ۔ انکی افزائش نسل تباہ ہو جائے گی اور آئندہ آنے والی نسلیں کہیں گی کہ بلوچی میں کہتے ہیں۔ خانہ خرود۔ آپذرا صبر تو کرتے' اپنے تمام وسائل ایک دن میں تو تباہ نہ کرتے کسی ایسی امریکن کمپنی جو بنیے کا بیٹا ہے کچھ دیکھ کر ہی کرتا ہے۔ ہمیں اپنی داڑھی کو غیر کے ہاتھ میں تو نہیں دینا چاہیئے۔

تیسرا اہم نقطہ میں پوسٹمارٹم کے وقت کہہ رہا تھا' یہ ٹرالر لانچز کا ہے یہ ایسے ٹرالر لانچز ہیں جو 45 دن سمندر میں ٹھہر سکتے ہیں اور یہ بیک وقت بارہ سو میٹرک ٹن سٹور کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں discharge chute for by catch یہ ہے discharge chute for by catch وہ فیکٹری ہے ٹرالر کے اندر' کشتی کے اندر' جب کہ وہ تمام مچھلیاں جمع کریں گے' جو سائز میں فٹ نہیں آئیں گی جو مر چکی ہونگی جو ختم ہو چکی ہیں' یہ دوبارہ اس کو سمندر میں ڈال دیں گے۔ یہ وہ حصہ ہے کارخانہ کا۔ جناب میں نے ان سے سوال کیا کہ یہ ٹرالر کا جو نیٹ ہے یہ کتنا باریک ہے۔ میں نے کہا کہ یہ war net ہے انہوں نے کہا کہ یہ war net نہیں ہے لیکن انہوں نے کہا کہ یہ وہ نیٹ ہے جو چھوٹی سے چھوٹی مچھلی جو ایک سنٹی میٹر تک کیوں نہ ہو یا اس سے چھوٹا کیوں نہ ہو یہ اس مچھلی کو بھی پکڑ لے گا۔ میں نے کہا شاباش میں آپ لوگوں کو

خراج تحسین پیش کرتا ہوں' اس کے بنانے والے کو بھی کہ اس نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ مچھلیوں کی نسل کشی ہو جائے گی۔ وہ تباہ ہو جائیں گی۔ اتنی قیمتی مچھلیاں دنیا میں بہت کم رہ گئی ہیں' انڈیا اور فار ایسٹ میں' یا کینیڈا میں۔ ان سے آپ پوچھیں کہ انہوں نے deep sea fishing کی تھی اور ایسے net استعمال کئے تھے ان کی تو marine life تباہ ہو کر رہ گئی ہے۔ اب چائنیز نے تو یہ کام شروع کیا ہے کہ وہ مچھلیوں کی پرورش کے لئے بڑے بڑے پراجیکٹ دے رہے ہیں۔ ہم مچھلیوں کی تباہی کے لئے بڑے بڑے پراجیکٹس دے رہے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ لوگ ایک اور غلطی کرنے جا رہے ہیں shrimps بھی ایک ایسی انڈسٹری ہے جو یہ ان کے حوالے کر رہے ہیں جو ecological damage کا سبب بنیں گے' جس سے اور بھی تباہی آئے گی۔ اس کے علاوہ اب آپ دیکھیں جناب یہ جو ٹرالر لانچز تھیں جن کے بارے میں ' میں نے آپ کو کہا کہ ان کی nets with the capacity up to 20 tons of fish per haul یعنی ایک haul میں دو سو ٹن فش کر سکتے ہیں۔ یہ فوری طور پر اس کیمپ میں جہاں پر جگہ ہے اس کو شفٹ کر دیں گے۔ یہ تھا جناب environmental protection کے حوالے سے WWF کا موقف اور اسی طرح ایسے FAO نے ان کو خبردار کیا کہ یہ معاہدہ انتہائی نقصان دہ ہے اور اس کے لئے جو ہمارے سٹاکس ہیں جس سے ہم 1.5 بلین روپیہ سالانہ لے رہے ہیں 34% ہمارا جو زرمبادلہ ان سے نکلتا ہے اس کو بھی نقصان دے رہے ہیں۔

تیسرا جو میں کہہ رہا تھا کہ یہ agreement پاکستان انٹرنیشنل commitment کو jeopardise کر رہا ہے by signing of ocean charter organised by EPA ایک تو انہوں نے خود چارٹر پر سائن کیا کہ ہم environment protection کریں گے کیونکہ جناب چیئرمین' آپ کو پتہ ہے کہ انڈسٹریل پولوشن ' سٹیل ملز پلوشن اور اس کے بعد تھرمل پلوشن کی وجہ سے آبی حیات کو سندھ میں سب سے بڑا نقصان ہوا تھا۔ اس کے بدلے میں گورنمنٹ نے ایک چارٹر پر حال ہی میں sign کیا ہے ۔ اس کے علاوہ جو سب سے اہم queries لگائی ہیں FAO نے اور WWF نے اس کے اوپر بھی ان کی نظریں لگ جانی چاہیئں۔ اس کو بھی نہیں دیکھا

گیا ہے۔ اس سے جو ناقابل تلافی نقصان ہوگا وہ میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور اعتراض جو بہت ہی اہم اعتراض ہے اس کی جانب میں آنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین گورنمنٹ آف پاکستان نے گوادر deep seaport کو لانچ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جو اس سے دوگنا زیادہ عظیم پراجیکٹ ہے جس میں انڈسٹریل زون اور بہت کچھ ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے گوادر فش ہاربر جو 70 فیصد مکمل ہو چکی ہے۔ جس میں وہ تمام processing plant جس کا تذکرہ forbes کمپنی کے ساتھ معاہدہ میں کیا گیا ہے۔ وہ پسنی میں پہلے ہی کام کر رہا ہے۔ اس میں یہ تمام سہولیات موجود ہیں۔ گوادر میں یہ سہولیات مہیا کی جا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ ڈام، ترمندر، پشوکان، جیونی، گڈانی میں اس قسم کے فش ہاربر بننے کے پراجیکٹس کو خود انہوں نے initiate کیا ہے۔ تو کیا ایسے پراجیکٹس کی موجودگی میں جس کا وعدہ انہوں نے Forbes کمپنی کے ساتھ معاہدے میں کیا ہے کیا یہ معاہدہ اپنی افادیت نہیں کھو بیٹھتا، یقیناً کھو بیٹھتا ہے۔ جناب چیئرمین، warnet کے بارے میں جو میں نے کہا ہے کہ اس سے نہ صرف موجودہ ماہی گیری تباہ ہو جائے گی بلکہ migratory fishing جو natural migration ہوتی ہے، مچھلیوں کے خاص seasons ہوتے ہیں، جن میں شارک یا دوسری اہم مچھلیاں موجود ہوتی ہیں۔ یہ ان کی تباہی کا سبب بنے گا۔

جناب چیئرمین! اس ملک کا سب سے بڑا المیہ یہ رہا ہے کہ ملک کی معاشی اور معاشرتی ترقی کے لئے کوئی ہمہ جہتی ماسٹر پلان نہیں بنایا گیا۔ کوئی ایسی پالیسی جو دور رس اثرات رکھتی ہو نہیں بنائی گئی اور نہ ہی یہاں بلا تفریق تمام علاقوں کی یکساں ترقی کے فلسفے پر عمل کیا جاتا ہے۔ اپنے national structures کو ترقی دینے کی بجائے exogenous factor یعنی بیرونی ہاتھ کا انتظار کیا جاتا ہے۔ جب بیرونی قوتیں اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے کوئی "ترنوالا" پھینکتی ہیں تو انہیں یہ ڈھول سہانے لگنے لگتے ہیں اور اس کی آؤ بھگت اور تعریفیں اس قدر کی جاتی ہیں کہ جھوٹ پر سچ کا گمان ہونے لگتا ہے۔ اس بات کا قطعی خیال نہیں رکھا جاتا کہ کہیں اس معاہدے سے ہمارے وسائل تو تباہ نہیں ہوں گے، عوام کو مستقلاً کسی نہ ختم ہونے والی بیروزگاری کی

دلدل میں تو نہیں دھکیلا جائے گا۔ سب سے بڑھ کر Forbes کے اس معاہدے سے نیشنل سکیورٹی، میرین سکیورٹی کا جو میں نے ذکر کیا تھا، کہیں اس کو تو خطرات لاحق نہیں ہوں گے۔ میرین سکیورٹی کے حوالے سے آپ جانتے ہیں کہ ساحل بلوچستان وہ ساحل ہے جس کو ہم نے یہاں پر کئی بار discussions میں سنا کہ یہ حب کے طور پر کام آئے گا، سنٹرل ایشیا کے لئے اور تمام دوسرے ہمسایہ ممالک کیلئے اہم روٹ ہے۔ ایک زمانے میں امریکہ نے اس کو سپرنگ بورڈ بنانے کے لئے کافی حد تک استعمال بھی کیا۔ جب وہ پرانے فوجی طریقہ کار کارآمد نہیں رہے تو اب economic encroachment کے نام پر، economic projects کے نام پر وہی مقصد حاصل کرنے کے لئے pleas لی جا رہی ہیں۔

ثبوت کے طور پر میں اس ایوان میں (بعد میں میں آپ کو بھی دوں گا) Forbes کمپنی کے اپنے confidential documents ہیں، ان میں سے ایک جزو میں آپ کو دکھانا چاہتا ہوں، جس میں وہ خود کہتے ہیں کہ ہمارا سسٹم کتنا sophisticated wireless system ہو گا۔

there are four sub-systems to be developed as comprised of the wireless local access WA system

ایک تو یہ local access کے لئے ہے، اس کے علاوہ ان کے radio based stations ہیں sector power supply کے لئے، network ان کا پورا ہے اور trunk radio cluster ان کا موجود ہے۔ اس کے علاوہ subscribers terminal دیں گے۔ اس کے علاوہ جناب چیئرمین! میں آپ کو اس House میں یہ دکھانا چاہتا ہوں، لکھا ہے confidential اس کا انہوں نے جو نیٹ ورک بچھایا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ امیریکن فوربس کمپنی فوربس کے نام پر ایک جاسوسی کا ادارہ ہے جو ہمارے پورے ایریا میں commanding حیثیت حاصل کرے گی۔ یہ گیارہ سو کلومیٹر ساحل بلوچ اور سندھ، جس کو امریکی سامراج کی advance company کے حوالے کرنے کی سازش کی گئی ہے، اس مکروح، عوام دشمن، غیر منافع بخش معاہدے کے خلاف

لوگوں نے چپ سادہ لی ہے۔ خود وزیر اعظم تو بار بار یہ عہد کر چکے ہیں کہ وہ امریکن dictation پر نہیں چلیں گے۔ self reliance اور Asian tiger کے خواب دکھاتے ہیں ۔ ہمایوں اختر کے سحر وجادو کے آگے وہ آخر کیوں چکنا چور ہو گئے۔ مشاہد حسین صاحب پھر مجھے بتائیں گے۔

جناب Gawadar deep seaport ہو یا کوئی اور منصوبہ ' جب تک اسے بلوچستان کے عوام کے مفادات اور نیشنل سکیورٹی کے مسائل سے جوڑ کر اور یہاں کی اسمبلیوں اور صوبائی حکومتوں کو اس میں شامل کر کے نہیں بنایا جاتا 'تو وہ ایک ایسا معاہدہ ہوگا جسے ہم عوام دشمن معاہدہ کہیں گے اور اسے ہم رد کریں گے۔

جناب چیئرمین! نیشنل سکیورٹی کے حوالے سے جیسے کہ میں نے ذکر کیا ہے' یہ ٹرالر لانچز صرف مچھلیاں پکڑنے کے کام نہیں آ رہے ۔ ان کے سسٹم کا میں نے detail میں مطالعہ کیا ہے۔ میرے پاس ان کے کاغذات ہیں۔ یہ کوئی ساٹھ ستر کے قریب صفحات ہیں جو فوربس کمپنی کے ہیں۔ یہ اس کمپنی کے اپنے کاغذات ہیں' جن میں واضح الفاظ میں یہ دکھایا گیا ہے کہ یہ وہ ٹرالر لانچز ہیں جو نہ صرف میرین لائف کو تباہ و برباد کرنے کے کام آئے گا بلکہ ہماری نیشنل سکیورٹی کو اس سے جو خطرات یا خدشات ہوں گے وہ انتہائی نقصان دہ ہوں گے۔ لہذا نمبر ایک یہ جو Deep Sea Fishing Policy ہے' اس کو revive کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک ایسی نئی fishing policy اپنانی چاہیئے' جس میں متعلقہ صوبائی حکومتوں کو اعتماد میں لینا چاہیئے اور اس کے علاوہ سینٹ اور قومی اسمبلی کی جو سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں' قبل اس کے کہ یہ پالیسی پیش کی جائے' ان سے بھی اس کو پاس کروایا جائے۔ اس کے علاوہ جناب اس معاہدہ کی وجہ سے ہمیں کافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اس سے ہماری وہ آمدنی جو ٹوٹل 2 billion روپے کے قریب ہے اور یہ پاکستان کے زرمبادلہ میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ یہ vessels جو لوکل ہیں اور جو یہاں چل رہے ہیں یہ castnets, gilnets, line gear, fixed nets, ہیں اور ان کی پیداوار کا 30% سری لنکا میں' 12 فیصد دیگر ممالک میں اور 10 فیصد مقامی طور پر consume ہوتا ہے ۔

لہذا' اس معاہدہ سے ہماری رہی سہی آمدنی بھی ختم ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ ضرورت

اس بات کی ہے کہ اگر کسی کو foreign investment کو لانا ہے تو وہ on sure jetties' بنانے کی شکل میں' fleets بنانے کی شکل میں اور لوکل فشریز کو catch rights دینے کی شکل میں ہو سکتا ہے۔ جناب ہم نے کہا ہے کہ یہ catch rights ہمارے ماہی گیروں کو دی جانی چاہیئے۔ ہم catch کر کے آپ کو دیں گے تو Forbes کمپنی نے اس سے انکار کیا۔ انہیں پتہ ہے کہ جب یہ catch ان کے ہاتھ میں چلی جائے گی تو ہم کمائیں گے کیا؟ کیونکہ ہم catch ان کو بیچنا چاہتے تھے۔ اس لئے کوئی بھی معاہدہ جو یہاں کے ماہی گیروں کے مفادات کے خلاف ہو گا' میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ایسا ہو گا کہ جیسا کہ exogenous factors کے ساتھ monopolization کے ذریعہ capital investment ہو گی۔ اس میں national structure development نہیں ہو گی۔ لہذا میں Forbes کے ساتھ اس معاہدے کو پاکستان کی مجموعی economy کے مفاد میں' ساحل بلوچستان اور سندھ کی لاکھوں مچھلیوں کے مفاد میں اور marine life کی protection کے حوالے سے منسوخ کرنے کا مطالبہ کروں گا۔ اسے غیر منافع بخش' عوام دشمن اور عجلت میں معاہدہ قرار دیتے ہوئے' اس کی منسوخی کا مطالبہ کروں گا میں اپنے تمام دوست سینیٹر حضرات سے گزارش کروں گا کہ وہ اس اہم مسئلہ پر گورنمنٹ آف پاکستان کو کہیں کہ چونکہ یہ کمپنی Bankrupt ہے اور پہلے ہی feasibility report stipulated time میں پیش کرنے میں ناکام ہوئی ہے۔ لہذا' اس کے ساتھ اس معاہدے کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے۔ Standing Committee for Food and Agriculture نے آج ہی اپنے اجلاس میں اپنی dis-satisfaction کا اظہار کیا اور اس میں بھی انہوں نے اس کی منسوخی کا مطالبہ کیا ہے۔ ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا کہ بلوچستان کے ماہی گیروں کو direct export کرنے کی یہ اجازت نہیں دے رہے ہیں' جو کہ انہیں دینی چاہیئے اور ساتھ ہی Federal Fisheries Department کی میں شدید الفاظ میں مذمت کروں گا کہ جناب چیئرمین! اس دن انہوں نے وہاں کہا کہ ہم نے کوئی لائسنس نہیں دیا۔ انہوں نے جناب چیئرمین! 29 لائسنس دیئے ہیں' اب آپ دیکھیں کہ ان کی باقاعدہ fisheries ہیں' trawlers ہیں۔

جناب چیئرمین، نہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو نہیں دیا ہے لیکن اس وقت تو وہ جھگڑا نہیں ہے، اس وقت تو Forbes کمپنی کا معاملہ ہے-----

جناب حبیب جالب بلوچ، ان کو تو دیا ہے، یہ وہ ٹرالرز ہیں، ان کو انہوں نے لائسنس دیا ہے، یہ میں ریکارڈ کے طور پر لانا چاہتا ہوں، تفصیل میں، میں نہیں جانا چاہتا ہوں۔ تفصیل ریکارڈ کے لئے میں بھیج دوں گا جناب چیئرمین۔

جناب والا! marine consideration، عوام کی consideration اور general consideration کے بغیر صرف چند ڈالرز کی چمک کی overall economy consideration کی وجہ سے یہ معاہدہ ہوا ہے، لہذا یہ معاہدہ عوام دشمن ہے، اس کو جتنا جلدی منسوخ کیا جائے، اتنا ہی ماہی گیر امن اور سکھ کا سانس لیں گے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، شکریہ جالب صاحب۔ بڑا ہی comprehensive review کیا آپ نے۔ بہرحال پہلے ایک اس طرف سے ہو جائے، پہلے اس طرف سے۔ طاہر بزنجو صاحب------ بہرحال وہ صحیح ہے پتہ نہیں وہ کیا کہتے ہیں، لیکن تقسیم جو ہے اس وقت، اس کے مطابق یہی ہے کہ ان کا موقف اس طرف سے آئے گا۔

جناب طاہر بزنجو، شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا! ہم جو بلوچستان سے تعلق رکھنے والے سینیٹرز ہیں، خواہ ہم اپوزیشن بنچوں میں بیٹھے ہیں یا سرکاری بنچوں میں یا ہمارا تعلق کسی بھی سیاسی پارٹی سے ہو لیکن ایک بات پر ہم ہمیشہ اصرار کرتے رہے ہیں اور ہمارا مطالبہ رہا ہے کہ چونکہ بلوچستان پاکستان کا مستقبل ہے اس لیے بلوچستان کو ترقی اور خوشحالی کی جانب گامزن کرنے کے لیے یہاں پر زرعی اور صنعتی مراکز قائم کیے جائیں، بجلی اور سڑکوں کا جال بچھایا جائے۔ یہاں پر گوادر پورٹ ،ہنگول ڈیم، بولان ڈیم، پٹنل خان ڈیم تعمیر کیے جائیں اور سرمایہ کاری کے لیے حالات سازگار بنائے جائیں۔

جناب چیئرمین! ہم نے کبھی یہ مطالبہ نہیں کیا کہ حکومت اس قسم کے معاہدے کرے جو بلوچستان میں جہالت، پسماندگی، اقتصادی اور تہذیبی بدحالی کا موجب بنے۔ جہاں تک

اس معاہدے کا تعلق ہے، میں آپ کو ایمانداری سے کہتا ہوں کہ مجھے یہ معاہدہ ان معاہدوں کی یاد دلاتا ہے جو برصغیر کی تقسیم سے پہلے راجہ ایسٹ انڈیا کمپنی سے کرتے تھے۔ اس معاہدے میں خطرناک پہلو یہ ہے کہ اس میں پچانوے فیصد منافع اس کمپنی کو مل جاتا اور صرف پانچ فیصد حکومت پاکستان کو اور اس کمپنی کو دو سال میں تین سو ساٹھ ملین ڈالر منافع مل سکتا ہے۔

دوسری بات جس کا ذکر کیا گیا کہ ہمارے ماہی گیر ان جدید ٹرالرز کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور نتیجتاً آپ کا ساحلی علاقہ جہاں کے لاکھوں محنت کش کلیتاً مچھلی پر انحصار کرتے ہیں، وہ نان شبینہ کے محتاج ہو جائیں گے۔ بلوچستان حکومت جو پاکستان مسلم لیگ، پاکستان پیپلز پارٹی، بلوچستان نیشنل پارٹی (عوامی)، جمیعت علمائے اسلام کا مرکب اور مجموعہ ہے، اس کی کابینہ نے اس معاہدے کو مسترد کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بلوچستان اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرار داد پاس کی اور یہ مطالبہ کیا کہ اس معاہدے پر نظر ثانی کی جائے۔

دوسری جو حیران کن بات ہے کہ جب یہ معاہدہ کیا گیا تو اس کی کوئی feasibility report تھیی نہیں۔ یعنی معاہدہ پہلے ہوتا ہے اور feasibility report کے لیے بعد میں کہا جاتا ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق اس معاہدے کے بعد حکومت پاکستان نے کہا تھا کہ تین ماہ کے اندر اندر feasibility report تیار کی جائے بصورت دیگر یہ معاہدہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ ابھی ہمیں یہ علم نہیں ہے کہ اس میں کہاں تک صداقت ہے لیکن ہماری اطلاع کے مطابق اس قسم کی feasibility report ابھی نہیں آئی۔

میں آخر میں لیڈر آف دی ہاؤس جناب راجہ ظفرالحق، لیڈر آف دی اپوزیشن جناب اعتزاز احسن سے بھی یہی گزارش کروں گا کہ وہ صوبے کے مفادات کو پیش نظر رکھ کر، بلوچستان کے لاکھوں ماہی گیروں کے مفادات کو پیش نظر رکھ کر اس بارے میں اپنا کردار ادا کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ مٹہ صاحب ! آپ اسی پر بولنا چاہتے ہیں۔ پہلے انہیں ہونے دیں جن کے نام ہیں۔ جی اکرم شاہ صاحب۔

جناب اکرم شاہ خان۔ شکریہ جناب چیئرمین ۔ جناب چیئرمین ! اس موضوع پر جناب حبیب جالب صاحب نے بہت زیادہ تیاری بھی کی ' ان کی بہت زیادہ معلومات بھی ہیں ' میں ان تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا لیکن آج Forbes company سے جو معاہدہ ہوا ہے اس پر ہماری حکومت، ہماری صوبائی اسمبلی اور ہمارے عوام کو بہت زیادہ تشویش ہے کیوں کہ اس میں ہمارے صوبے کا بھی نقصان ہے، مچھیروں کا بھی نقصان ہے اور آبی حیات بھی تباہ ہو جائے گی لیکن جناب چیئرمین ! آج ہماری meeting ہوئی Agriculture, Food and Livestock کی ' جس میں Board of Investment کے چیئرمین صاحب بھی تشریف لائے تھے۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین۔ جی adjourned for fifteen minutes.

[The House then adjourned for fifteen minutes for Maghrib prayers]

[The House reassembled again after the break with Mr. Deputy Chairman (Mir Hamayun Khan Marri) in the Chair]

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی اکرم شاہ خان صاحب۔

جناب اکرم شاہ خان ۔ جناب چیئرمین ! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ Forbes Company کے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا اس پر ہماری صوبائی اسمبلی ' حکومت اور ہمارے عوام کو بڑی تشویش تھی لیکن آج بورڈ آف انوسٹمنٹ کے ساتھ فوڈ اینڈ ایگریکلچر کی کمیٹی میں ہماری میٹنگ ہوئی اور اس میں ہمیں جو بریفنگ دی گئی ' حقیقت یہ ہے کہ اس سے ہمارے خدشات اور زیادہ بڑھ گئے ۔ اس میں ہمیں یہ بتایا گیا جناب چیئرمین ! کہ Forbes Company چار سو ساٹھ ملین ڈالر خرچ کرے گی ۔ کیوں خرچ کرے گی ؟ اور کیا فائدہ ان کو ہوگا؟ اس کی کوئی تفصیلات

نہیں ۔ کہاں سے چار سو ساٹھ ملین ڈالر خرچ کرے گی اس کا کوئی پتہ نہیں۔ اب تک جتنے لائسنس باقی کمپنیوں کو جاری کئے گئے ' ان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کیا گیا اور نہ ہی لائسنس جاری کرنے کے لئے شرط ہے کہ اس کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا جائے ۔ اب تک تیس بتیس کے قریب لائسنس جن لوگوں کو مچھلیاں پکڑنے کے لئے جاری کئے گئے ہیں ان کے ساتھ کوئی بھی معاہدہ نہیں کیا گیا ہے ۔ اب Forbes Company کے ساتھ معاہدہ ہوا مچھلیاں پکڑنے کے لئے اور وہ چار سو ساٹھ ملین ڈالر خرچ کریں گے ۔ کیوں خرچ کریں گے ؟ کہاں پر خرچ کریں گے؟ اس کی کوئی تفصیلات نہیں؟ جناب چیئرمین ! میری گزارش یہ ہے کہ اس معاہدے سے ہمارے لاکھوں مچھیرے بیروزگار ہو جائیں گے ' ہماری مچھلیاں بالکل ختم ہو جائیں گی ۔

جناب چیئرمین ! یہ حقیقت ہے کہ ہمیں ڈالرز کی ضرورت ہے ۔ فوربس کمپنی کے ساتھ معاہدے کے نتیجے میں کچھ ڈالر یہاں پرخرچ ہوں گے لیکن وہ ہمیں دیمک کی طرح چاٹ جائیں گے۔ ہمیں resources کو اس طریقہ سے آسان نہیں لینا چاہیے کہ آئندہ نسلوں کے لئے کچھ بھی نہ بچے۔ ظاہر ہے کہ ہمارے بعد بھی اس سرزمین پر اور نسلیں آئیں گی اور وہ یہاں پر زندگی گزاریں گی لیکن ہماری موجودہ نسل یا جو ہم سے پہلے نسل گزری ہے انہوں نے دیمک کی طرح ہر چیز کو چاٹا۔ ہمارے جنگلات ختم ہو رہے ہیں ' دوسرے natural resources ختم ہو رہے ہیں۔ ہمارے اور آپ کے صوبے میں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ' under ground water table تیزی سے نیچے جا رہے ہیں ' ہم پانی نکال رہے ہیں اور دے نہیں رہے ہیں۔ جیسے جالب صاحب نے بڑی تفصیل سے ذکر کیا اور جو ہمیں بتایا گیا ہے کہ Forbes کمپنی کے جو trawlers ہیں' ان کا مچھلیاں پکڑنے کا جو طریقہ ہے اس سے فوراً ہی ' چند سالوں میں ' بہت ہی تھوڑے عرصے میں ہمارے ساحل سمندر پر جہاں اس وقت دنیا کی سب سے زیادہ اور سب سے اچھی قسم کی مچھلیاں پیدا ہوتی ہیں' وہ ناپید ہو جائیں گی۔

جناب چیئرمین ! میں ماہرین کی بات کر رہا ہوں اور جو ہمیں کمیٹی میں بتایا گیا کہ ہم نے Forbes کمپنیوں کو ساحل سے بیس میل دور مچھلیاں پکڑنے کی اجازت دی۔ تو ماہرین

نے یہ ثابت کیا کہ ساحل سے بیس میل دور سمندر کی گہرائی اتنی ہے کہ وہاں پر زندگی پیدا ہی نہیں ہوسکتی اور اگر سمندر کی تہہ میں مچھلیاں ہیں تو ان کی 2 سینٹی میٹر سے لے کر 7 سینٹی میٹر تک کل لمبائی ہے۔ اس وجہ سے ہمارے خدشات جو پہلے تھے، جن کا اظہار ہماری صوبائی اسمبلی نے کیا، جن کا اظہار ہماری پچھلی صوبائی حکومت نے کیا، جن کا اظہار ہماری موجودہ حکومت نے کیا، ہمارے وہ خدشات اور بڑھ گئے کہ ایک ایسا معاہدہ جس کی کوئی تفصیلات طے نہیں ہوئی ہیں اور ایک ایسا کام جس کے لئے کسی معاہدے کی ضرورت ہی نہیں تھی اس پر معاہدہ کیا گیا۔ لہذا ہماری کمیٹی کا بھی یہ فیصلہ تھا اور میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ Forbes کمپنی یا کسی اور خارجی کمپنی کی بجائے ہمارے جو لاکھوں کی تعداد میں مچھیرے ہیں ان کو مراعات دے کر، ان کو اچھے trawlers مہیا کر کے، ان کو قرضے دے کر مچھلیاں پکڑنے کا کام ان کو سونپا جائے تا کہ وہ بیروزگار بھی نہ ہوں اور ان کے پاس ایسے وسائل بھی نہ ہوں کہ وہ مچھلیوں کی نسل ہی ختم کر دیں۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمیں اپنی مچھلیوں کی افزائش کے لئے بھی کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ ان کی نسل کشی نہ ہو جیسا کہ باقی دنیا کے بہت سے ممالک میں ہوا ہے ۔ بلکہ ایک natural process کے ذریعے اتنی مچھلیاں ہم پکڑیں کہ وہ ختم نہ ہوں اور ان کی نسل برقرار رہے۔

جناب چیئرمین ! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس معاہدے کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے ۔ اس میں اور بھی بہت سی خامیاں تھیں جن کی تفصیل میں، میں نہیں جانا چاہتا اور شاید اس کا فائدہ بھی نہیں ہوگا۔ ان کو کہا گیا کہ آپ feasibility report ہمیں دیں ۔ اس کے بعد ہم آپ سے معاہدہ کی شرائط پر سوچیں گے لیکن اس کمپنی نے ابھی تک feasibility report پیش نہیں کی اور بار بار یہ اصرار کیا ہے کہ آپ ہمیں 10 سے لے کر 20 لائسنس جاری کریں۔ تو اس پر بھی ہمیں اس معاہدے کے حوالے سے بڑی تشویش ہے۔ پھر اس میں دوسری باتیں آئیں کہ یہ ہمارے ملک کے security point of view کے

حوالے سے بھی ٹھیک نہیں - ان کے trawlers میں ایسے آلات لگے ہوں گے جو کہ جاسوسی کے لئے کام آئیں گے - یہ ہماری national security کے لئے بھی problem ہے تو ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک ایسا معاہدہ ہے کہ جس کی ضرورت ہی نہیں ہے اور پھر ایسے لوگوں سے معاہدہ جو کہ سراسر ہمیں نقصان پہنچائیں گے ' اس کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے اور اس پر جتنا کام ہوا ہے اسے یہیں پر روک دیا جائے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی خدائے نور صاحب۔

جناب خدائے نور۔ جناب چیئرمین مہربانی۔ میں لمبی چوڑی تقریر نہیں کروں گا کیونکہ حبیب جالب صاحب نے اس موضوع پر بڑی محنت کی تھی اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے اور جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں تو میں مزید ان کو نہیں دہراؤں گا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ حکومتیں آنی جانی چیز ہوتی ہیں۔ آج یہ ہیں تو کل کوئی اور ہو گا لیکن ہر حکومت کی یہ خواہش بھی ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیئے کہ وہ جو بھی معاہدہ' جس علاقے میں یا جس صوبے میں کرنا چاہتی ہے یا کر رہی ہے تو وہ وہاں کے عوام کے مفادات' وہاں کے عوام کی خواہشات کو مدنظر رکھ کر کرے تو بہتر ہو گا' لیکن یہاں پر ایسا نہیں ہوا - عوام کی خواہشات تو ایک طرف بلکہ لاکھوں کی تعداد میں وہاں کے جو غریب مچھیرے ہیں یا ان کے بال بچے وغیرہ ہیں وہ سب کے سب متاثر ہو رہے ہیں - ان کا ذریعہ معاش یہی مچھلی پکڑنا ' انہیں مارکیٹ میں لانا ' بیچنا اور اپنی ضروریات زندگی کی چیزیں حاصل کرنا ہے - وہ اسی طرح وقت گزارتے ہیں - ٹرالرز کے آنے سے ان کی معیشت پر بہت برا اثر پڑا ہے -

جناب چیئرمین! میں جمہوری وطن پارٹی کی جانب سے اس معاہدے کی شدید مخالفت کروں گا بلکہ یہ ضرور کہوں گا میاں صاحب سے ' ان کی کابینہ کے احباب سے یا جو حکومتی بنچوں والے ہیں ان سے بھی کہ میاں صاحب پر ' حکومت پر یہ دباؤ ڈالا جائے کہ وہ اس معاہدے کو منسوخ کریں - یہ معاہدہ نہ ملک کے لئے' نہ عوام کے لئے ' نہ اس علاقے کے لئے فائدہ مند ہو گا

بلکہ سمندر میں جو مچھلیاں ہیں جیسا کہ میرے دوستوں نے کہا، ان کی نسل کشی ہو رہی ہے۔ یہ ایک سال، دو سال یا تین سال ہوگا، اس کے بعد یہ مچھلیاں ناپید ہو جائیں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجھے افسوس بھی ہو رہا ہے ہماری صوبائی حکومتوں پر کہ وہ اپنے آپ کو اس چیز سے بری الذمہ قرار دینا چاہتے ہیں کہ ہم نے لکھ کر دے دیا ہے۔ یہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ وہ بھی اس میں برابر کے شریک ہیں۔ انہوں نے کیوں ایسا قدم نہیں اٹھایا اس وقت کی حکومت کے خلاف، جب یہ معاہدہ ہوا لیکن یہاں پر کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں نے جیسے کہا کہ میں لمبی چوڑی تقریر نہیں کروں گا۔ یہ بات میں پھر حکومت سے اور اپنے تمام ساتھیوں سے جو اس طرف بیٹھے ہیں، کہوں گا کہ اس معاہدے کی منسوخی کے لئے حکومت پر زور ڈالیں۔ یہ ان کے بھی مفاد میں ہے، ملک کے مفاد میں ہے اور غریب عوام کے مفاد میں ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی حافظ صاحب۔

حافظ فضل محمد۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ استحصالی قوتوں اور استعماری قوتوں کا دوسرے غریب ملکوں کو لوٹنے کے لئے یہ ایک مخصوص طریقہ واردات ہے۔ تاریخ اس پر گواہ ہے کہ ہمارے پورے برصغیر پر ایک زمانے میں اس کمپنی کی شکل میں تجارت کے بہانے سے، کاروبار کے بہانے سے، ملک کو ترقی دینے کے بہانے سے، ہمارے ہمدرد بن کر لوگ یہاں آئے اور پھر سو سال تک ہم پر حکومت کرتے رہے۔ ہمیں غلام بنا دیا۔ پھر ان کو نکالنے کے لئے کتنی قربانیاں دیں۔ یہ ایک حقیت ہے کہ جناب یہ معاہدہ جو ہماری حکومت سے امریکہ کی ایک خاص کمپنی فوربز نے کیا ہے اس کی اہمیت تجارتی و مالی لحاظ سے کم اور سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے حوالے سے زیادہ ہے۔ ان کے بنیادی ٹارگٹ یہاں سیاسی ہوتے ہیں۔ ان ہی کمپنیوں کے زریعے سے وہ آ کر یہاں ہمارے تمام سیاسی امور کو deal کرتے ہیں اور پھر انکا اپنا ایک مخصوص طریقہ ہے، اپنے مخصوص عزائم ہیں۔ ان سب کی راہ ہموار کرنے کے لئے یہ ان کا طریقہ واردات ہے۔

یہ ایک عجیب سی بات ہے کہ آپ روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ یہاں ہمارے ساتھی جو پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں یا دوسرے صوبوں سے، وہ ہمیشہ اس پر شاکی ہیں کہ یہ بلوچستان والے بہت شور مچاتے ہیں۔ ہر مسئلے پر بلوچستان کے حوالے سے وہ بولتے ہیں، لڑتے ہیں کہ بلوچستان کو حقوق نہیں مل رہے ہیں۔ یہ واحد ایسا معاہدہ ہے جس سے بظاہر تو مرکزی حکومت والے ہمیں یہ دلاسہ دے رہے ہیں، دلائل اور ترغیب دے رہے ہیں کہ یہ بلوچستان کی ترقی کے لئے ہے، بلوچستان کی فلاح اور بہبود کے لئے ہے، بلوچستان کے غریب عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے ہے اور ہم اس قسم کے معاہدے کر رہے ہیں لیکن بلوچستان کی تمام سیاسی جماعتیں، سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر، یہاں تک کہ بلوچستان کی مسلم لیگ بھی جو کہ وہاں پر حکومت میں شامل ہے، وہاں کی کابینہ کا بھی فیصلہ ہے، پورے بلوچستان کے جتنے اراکین ہیں وہ سب اس پر متفق ہیں کہ یہ معاہدہ بلوچستان کی تباہی کا ہے، بلوچستان کو برباد کرنے کا معاہدہ ہے۔ پورا بلوچستان اس معاہدے کو مسترد کر رہا ہے۔

جناب والا! چند روز پہلے یہاں ایک فہرست ایک سوال کے جواب میں آئی جس سے معلوم ہوا کہ پورے پاکستان میں بلوچستان کا ایک فیڈرل سیکریٹری نہیں ہے۔ جب ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے کسی بندے کو سیکریٹری بنا دیں تو وہ اس کے لئے قطعاً" تیار نہیں ہیں، جبکہ دوسرے محکموں کے لئے بھی ہم ان سے مطالبات کرتے ہیں۔ اپنی رائلٹی کے حوالے سے جب ہم بات کرتے ہیں تو ان کے پاس پیسے نہیں ہوتے ہیں۔ اس قسم کے معاملات آپ بھی بہتر جانتے ہیں لیکن جب ان کے اپنے مقاصد ہوتے ہیں تو وہ کچھ سیاسی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر اس قسم کے معاہدے کر لیتے ہیں اور پھر ہمیں یہ تسلی اور ترغیب دیتے ہیں کہ یہ تو بلوچستان کی ترقی کے لئے ہے۔ بلوچستان کی ترقی ان کو صرف معاہدے کے حوالے سے یاد ہے، بلوچستان کی سڑکوں کی حالت آپ کو نظر نہیں آ رہی۔ یہ پوری دنیا کے سامنے ہے کہ بلوچستان کی سڑکوں کی کیا حالت ہے۔ آبپاشی اور آبنوشی کے حوالے سے جو بلوچستان کی حالت ہے وہ آپ سب بہتر جانتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کے پاس پیسے نہیں ہوتے ہیں۔ دوسرے

ہر لحاظ سے آپ ان کو دیکھیں ۔ جب بجلی کے بارے میں بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بھئی یہ تو ہم آبادی کی بنیاد پر دیتے ہیں ۔ جناب کھمبے سروں پر نہیں لگتے زمین پر لگتے ہیں ۔ اگر کھمبے سروں پر لگتے یا جوتے اور کپڑے کا مسئلہ ہوتو ہم کہتے کہ آبادی کے حوالے سے آپ ہمیں بجلی دیں ۔ اگر وہاں بجلی یا سڑکوں کے حوالے سے ترقیاتی کام رقبے کے حوالے سے ہیں تو اس کی مناسبت سے اس پر خرچ آتا ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ آپ کے ترقیاتی کام آبادی کے حوالے سے ہوں گے۔

جناب والا! ساری دنیا کو پتہ ہے کہ تین سال ہوگئے یہ اپنی کابینہ میں بلوچستان سے ایک منسٹر بھی لینے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ چند دن کے لئے ایک کو لے لیا پھر اس کو بھی ذلیل و خوار کرکے نکال دیا ۔ پورے صوبے سے ہمارا ایک بھی فیڈرل سیکریٹری نہیں ہے ۔ کابینہ میں ایک وزیر بھی نہیں ہے ۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم سب کچھ آپ کے لئے کرتے ہیں ۔ جناب والا! اس کا پس منظر یہ ہے کہ جو امریکی کمپنی وہاں آکر ہمارے ساتھ معاہدے کر رہی ہے وہ ہماری ترقی کے لئے نہیں آرہی ، وہ ہماری فلاح و بہبود کے لئے نہیں آرہی ، وہ ہماری بدحالی اور پسماندگی کو دور کرنے کے لئے نہیں آرہی ، وہ تو اپنے سیاسی مقاصد لے کر آرہی ہے ۔ اس علاقے پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے اور ایران کو راہ راست پر لانے کے لئے وہ وہاں آنا چاہتے ہیں۔ افغانستان کو راہ راست پر لانے کے لئے وہاں آنا چاہتے ہیں ۔ چین کو وہاں سے کنٹرول کرنے کے لئے آنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا! اس کے پس پردہ اصل میں سیاسی مقاصد ہیں لہذا یہ قطعاً" بلوچستان کے حق میں نہیں۔ کم از کم ہم ان کو اس کی وکالت کی اجازت نہیں دیں گے ۔ اس حوالے سے بلوچستان کی وکالت کے اگر حقدار ہیں " اگر مختار ہیں تو وہی سیاسی جماعتیں ہیں جن کا بلوچستان سے تعلق ہے۔ وہی ممبر ہیں جن کا تعلق بلوچستان سے ہے ۔ جب یہاں آپ محسوس کرتے ہیں کہ بلاتفریق جماعت ، کہ ان کا تعلق حزب اقتدار سے ہے یا حزب اختلاف سے ، سب کی سب جماعتیں اس پر متفق ہیں کہ یہ بلوچستان کی تباہی کا معاہدہ ہے۔ ہم اس کو نہیں مانیں گے۔ اس کو فورا" منسوخ کیا جائے جبکہ وہ خود مان رہے ہیں کہ جو طریقہ کار ان سے

باقاعدہ طے ہو چکا تھا' اس کے باوجود انہوں نے وہ feasibility report ابھی تک نہیں دی ہے ۔ وہ ابھی تک اس میں کامیاب نہیں ہو رہے لیکن معاہدہ منسوخ نہیں ہو رہا ہے ۔ شرط پوری نہیں ہو رہی اس کے باوجود معاہدہ منسوخ نہیں ہو رہا۔ وہ مطالبہ بھی کر رہے ہیں کہ ہمیں لائسنس دیا جائے ۔

جناب والا! ہم بھی اپنی جماعت کے حوالے سے ' بلوچستان کے حوالے سے بلوچستان کے باشندے ہونے کے حوالے سے ' اس ایوان کے ایک ممبر ہونے کے حوالے سے۔ ہم اس کی انتہائی مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ معاہدہ فوراً منسوخ کیا جائے' اس کو ختم کر دیا جائے' اس سے جو تباہی آئے گی اس سلسلے میں ہمارے مختلف ساتھی اس کے مختلف گوشوں پر اظہار رائے کر چکے ہیں۔ میں مزید آپ کا وقت نہیں لینا چاہتا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، جی ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ، جناب چیئرمین' شکریہ' جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ Forbes کمپنی کے ساتھ جو معاہدہ ہوا ہے اس کی مخالفت نہ صرف بلوچستان کی عوام نے ژوب سے لے کر گوادار تک کی ہے' تمام بلوچستان کی سیاسی جماعتوں نے اس کی مخالفت کی ہے بلکہ سارے ملک میں سارے پاکستان میں لوگ اس معاہدے کی مخالفت کر رہے ہیں۔ سب سے بڑھ کرجو عجیب بات جو ہمیں نظر آرہی ہے وہ موجودہ حکومت کا رویہ ہے۔ اس معزز ایوان میں ' ایک دفعہ جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی' جب پیپلز پارٹی کی حکومت کے ساتھ ایک معاہدہ گوادر deep sea port کے لئے اومان کی سلطنت' اومان کی حکومت کے ساتھ ہمیں یاد پڑتا ہے کہ اس طرح کا کوئی agreement ہو رہا تھا جس میں اس وقت کی بلوچستان کی حکومت نے بھی منظ کا دورہ کیا تھا اور اس میں دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔

ہمیں یاد پڑتا ہے کہ اس کو اتنا بڑا مسئلہ بنایا گیا کہ گوادر پورٹ بیچ دیا گیا ہے ۔ تمام پریس میں اس کو اس طرح سے اچھالا گیا حالانکہ وہ سو ایکڑ زمین کی بات تھی کہ سو ایکڑ زمین ان کو دی جائے گی کیونکہ گوادر deep sea port کو develop کرنے کے لئے ان کو زمین چاہیئے' ان

کو بلڈنگز چاہئیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس کو پورے پاکستان میں اس طرح سے پریس میں اچھالا گیا کہ انہوں نے جناب گوادر کو بیچ دیا ہے۔ پیپلز پارٹی والوں نے گوادر کو فروخت کر دیا ہے۔ عام آدمی بھی اس کو اسطرح سمجھنے لگا، میں خود اس کا گواہ ہوں کہ جب میں پنجاب میں گیا تو لوگ سوال کرنے لگے کہ جناب آپ لوگ وہاں پر سینٹ میں بیٹھے ہیں اور پیپلز پارٹی کی حکومت نے گوادر کو بیچ دیا ہے ہم اس کو کیسے برداشت کریں گے۔ ہماری سمجھ سے بالا تر ہے کہ وہ ایک صرف انوسٹمنٹ کے بارے میں بات چیت ہو رہی تھی اس کو تو انہوں نے اس طرح سے اچھالا، اس transparentمعاہدہ کی دھجیاں اڑائی ہیں اور اب جو یہ forbes کے ساتھ ہو رہا ہے یہ ہماری سمجھ سے بالا تر ہے۔

سب سے بڑھ کر موجودہ حکومت کو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ بلوچستان کے عوام اس مسئلے کے بارے میں بہت حساس ہیں اور سب اس کو اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ہمارے عوام غربت، بھوک اور افلاس کو تو برداشت کر سکتے ہیں مگر وہ اپنی وطن دوستی اور قوم دوستی کے جذبے سے سرشار ہونے کی وجہ سے، اپنے وطن سے محبت رکھنے کی وجہ سے پورے ملک کی sovereignty بالخصوص بلوچستان کی جو territorial integrity ہے اس کے بارے میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ اس سے پیچھے ہٹیں۔ یہ سب کو پتہ ہے، ساری دنیا کو پتہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کو یہ بات سب سے زیادہ عزیز ہے اور سب اس کو جانتے ہیں کہ اس وقت پاکستان کی اہمیت بلوچستان کے ساحل سمندر کی وجہ سے، ساحلی پٹی کی وجہ سے ہے۔ یہ political importance ہے اور یہ مسئلہ ہمیشہ حساس رہا ہے۔ چاہے اس زمانے میں جب یہ کولڈ وار تھی روس اور امریکہ کے درمیان اس زمانے میں بھی یہ حساس مسئلہ تھا۔ آج بھی یہ حساس مسئلہ ہے اور اس کے بارے میں لوگ بہت زیادہ conscious ہیں یعنی پورے بلوچستان میں لوگ اس کے بارے میں conscious ہیں کہ ہم کبھی بھی اپنی sovereignty کسی بھی غیر ملک کو نہیں دیں گے چاہے کوئی بھی صورت ہو۔ بھوک افلاس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ پاکستان کی sovereignty اور بلوچستان کی جو اپنی ایک اہمیت ہے اس کی territorial integrity۔ متاثر

ہو۔

جناب والا یہ معاہدہ سراسر ایک فراڈ ہے پورے ملک کے چودہ کروڑ عوام کے ساتھ اور خاص طور پر بلوچستان کے عوام کے ساتھ۔ اس معاہدے کا پس منظر معاشی ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی بھی ہے۔ معاشی لوٹ تو ہوگی ہی کیونکہ اس میں ارب ہا ڈالر کی ہماری جو سمندری دولت ہے ' ماہی گیری کی شکل میں اس کا تو ستیاناس ہوگا ہی ہوگا لیکن ہماری آزادی بھی متاثر ہوگی۔ آپ حیران ہونگے جناب چیئرمین اس معاہدے کے حوالے سے چار سو ساٹھ ملین ڈالر۔۔۔۔ ہم حیران ہیں کہ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ پاکستان میں انوسٹمنٹ نہیں ہو رہی ہے ' کوئی آنے کو تیار نہیں ہے لیکن اس معاہدے کے لئے کیسے تیار ہوگئے' پیسہ کیا ہے رقم کیا ہے 460 ملین ڈالر کی خاطر ہم اپنی sovereignty بیچ رہے ہیں اور وہ معاہدہ واضح بھی نہیں ہے۔ سب سے بڑھ کر اس کمپنی کی یہ خواہش تھی کہ 99 سال کے لئے ہمیں کنٹریکٹ دیا جائے۔ اب بھی سن یہ رہے ہیں کہ یہ کنٹریکٹ ان کے ساتھ شروع میں تیس سال کے لئے' اس کے بعد بیس سال کے لئے ہوگا۔ یعنی بیس سال اور مزید اس کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ 100 سے زیادہ بڑے بڑے ان کے vessels کو اجازت دی جائے گی۔ کمال یہ ہے کہ اس کمپنی کو پوری اتھارٹی ہوگی یعنی اس کمپنی کی اتھارٹی اس حد تک ہوگی کہ اس کا اپنا complex ہوگا۔ اس کے علاوہ ائیرپورٹ اور اس کی جو دوسری لوازمات ہیں' vessels کو مرمت کرنے کے لئے ہوٹلز اور بلڈنگ یعنی یہ ساری چیزیں اس کے ساتھ ہیں اور جو ائیرپورٹ ہوگا ان کے لئے ہمیں کسی کو اجازت نہیں ہوگی۔ وہ صرف ان کے اختیار میں آئے گا۔

سب سے بڑھ کر جناب چیئرمین micro wave transmission کا جو ٹاور ہے اس کی ان کو اجازت ہوگی۔ حد یہ ہے کہ ایک ایسی کمپنی جو کاروباری نام سے آتی ہے ' جو کاروبار کے حوالے سے آتی ہے اس کو اتنے وسیع ساحل سمندر پر یہ سارے اختیارات ہونگے ۔ یہ ایک قسم کا sovereignty کا right اس کو دیا گیا ہے جو سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ High Sea ابھی تک untouched رہا ہے اس میں سب کو کھلی چھوٹ ہوگی اور اس میں وہ company سارا اپنا

سلسلہ جاری رکھے گی۔ حد یہ ہے کہ یہ ایسٹ انڈیا کمپنی جیسی چیز ہے ۔ انگریز جب برصغیر میں آئے تو ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے آئے تھے۔ یہ Forbes کمپنی ان یادوں کو تازہ کرتی ہے۔ جناب چیئرمین آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اس وقت سارے ویسٹ اور امریکہ یعنی سب کی نظریں سنٹرل ایشیا کی دولت پر لگی ہوئی ہیں ۔ Southwest Asia کی دولت پر لگی ہوئی ہیں اور گلف کی دولت پر لگی ہوئی ہیں یعنی یہ سارا جو خطہ ہے اس کے ذریعے وہ یہاں پر کنٹرول حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ گوادر ایک بہترین جگہ ہے۔ یہ تمام بڑے جہاز چلتے ہیں یہاں سے بمبی اور ویسٹ کی طرف ان کی journey break کے لئے یعنی ان کو وہاں پر ستانے کے لئے یہ جگہ موزوں ہے ۔ اس سے وہ سارے Southwest Asia کو، سنٹرل ایشیا، افغانستان اور گلف کو اور اس سارے علاقے کو کنٹرول میں رکھیں گے۔

اب گوادر کی اہمیت کون نہیں جانتا کہ گوادر ایک ایسا گیارہ سو کلومیٹر ساحل سمندر ہے، جس میں 770 کلومیٹر بلوچستان میں آتا ہے۔ اس کی اہمیت افادیت اور اس کی geopolitical اہمیت سے کون واقف نہیں ہے۔ جناب چیئرمین، یہاں سب سے بڑھ کر جو میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ سازشیں بلوچستان کے خلاف، خاص طور پر بلوچستان کی ساحلی پٹی کے خلاف اب سے نہیں ہو رہی ہیں، یہ کافی عرصے سے ہو رہا ہے۔ ایک زمانے میں یہ بات مشہور کی گئی تھی 64, 65 کے زمانے میں کہ یہاں پر آغا خانی لوگوں کو آباد کریں گے چونکہ آغا خانیوں کی کوئی ریاست نہیں ہے، وہ بغیر زمین کے بہت بڑے سرمایہ دار ہیں، ان کو یہ ساحلی پٹی دے کر یہاں پر آباد کیا جائے گا۔ ایسی مختلف مختلف افواہیں مختلف ادوار میں ہوئی ہیں۔ جناب چیئرمین یہ حقائق اپنی جگہ پر ہیں کہ ہمارے لوگ ان باتوں کو بڑی سنجیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بلوچستان کی تمام سیاسی جماعتوں نے، بلوچستان کی اسمبلی نے متفقہ قرارداد کے ذریعے اس Forbes کمپنی کے ساتھ جو معاہدہ ہوا اس کی مخالفت کی ہے۔

جناب چیئرمین یہ کوئی مالی طور پر منافع بخش معاہدہ بھی نہیں ہے۔ اس کا جس لحاظ سے بھی پوسٹمارٹم کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نہ صرف ہم لاکھوں ٹن اپنی جو ماہی

گیری کی نایاب دولت سے محروم ہو جائیں گے، یعنی سو سے بھی زیادہ اقسام کی ایسی فش جو بلوچستان کے ساحل سمندر میں پائی جاتی ہے اور ساری دنیا میں نایاب ہے۔ اس کی اقسام نایاب ہیں۔ ہم جب اپنی سٹینڈنگ کمیٹی کے ساتھ گوادر گئے تھے تو ہمیں بتایا گیا کہ ایسی نایاب مچھلی موجود ہے جس کا نام میں بھول گیا ہوں کہ چار ہزار ڈالر یا تین ہزار ڈالر اس کی قیمت ہے۔ وہ بھی اسی گوادر کے ساحل سمندر میں پائی جاتی ہے۔ وہ نایاب قیمتی مچھلی ان جو شاید دنیا کے بہت سے ساحل سمندر پر نہ ملیں وہ یہاں پائی جاتی ہیں۔ جھینگا اور بہت سی اس قسمکی مچھلیاں میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ سب سے بہتر protein مچھلی کا گوشت ہے۔ اس کو سب سے زیادہ صحت کے لئے اہمیت دی جاتی ہے اور ہم اس کو اونے پونے داموں امریکہ کی کمپنی کے حوالے کر رہے ہیں اور وہ کمپنی بھی ایسی کمپنی ہے جو دیوالیہ ہے۔ جس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اس کو اس قسم کے sovereignty rights دینا، اس کو airport دینا، micro wave transmission power دینا، یہ کہاں کی عقل مندی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! آج ہمیں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ sovereignty چھیننے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ کسی ملک کو معاشی طور پر ٹھیک کرنے کے بجائے وہاں پر جائیں اور قبضہ کریں، یعنی معاشی بالادستی حاصل کریں۔ وہاں کے resources کو exploit کریں۔ ہمارے resources کو پہلے ہی بے دردی سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ خاص طور پر جو ماہی گیری کا source ہے اسے پہلے ہی بے دردی سے لوٹا جا رہا ہے۔ جناب آپ کے علم میں ہے، کہ ہمارے پاس دوسرے ممالک سے جو بڑے بڑے ٹرالر آتے ہیں بلوچستان کے ساحل پر، آپ دیکھیں ہمارے پاس انہیں پیچھے دھکیلنے کا یا انہیں روکنے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ یہاں پر صرف ایک Maritime Security Agency ہے۔ وہ بھی وفاقی حکومت کی ہے۔ بلوچستان کے پاس وہ بھی نہیں ہے۔ صرف میری ٹائم سیکورٹی ایجنسی نے چند سکے لے کر دنیا جہان کے ٹرالروں کو انہوں نے چھوڑا ہوا ہے۔ بڑے بڑے ٹرالر جو کہ غیر قانونی ہیں وہ پہلے سے ہی ہماری ماہی گیری کی دولت کو لوٹ رہے ہیں۔ یہ پتہ نہیں کہاں سے آئے ہیں، کورین ٹرالرز ہیں، جاپانی

ٹرالرز ہیں اور وہ سب کے سب جدید سازو سامان سے لیس ہیں۔ وہ وہاں پر ہی packing وغیرہ بھی کر لیتے ہیں۔ اسے صاف بھیکر لیتے ہیں۔ ان کے پاس اتنے بڑے vessels ہیں کہ وہ یہیں سے export بھی کرتے ہیں۔ دولت ہماری، ملکیت ہماری اور وہ اس پر کروڑوں اور اربوں ڈالر کماتے ہیں۔ جناب ہماری اس دولت کی پہلے سے لوٹ کھسوٹ جاری ہے۔ ہماری جو میری ٹائم سیکورٹی ایجنسی ہے وہ چند سکے رشوت لے کر اپنی آنکھیں بند کر لیتی ہے۔

جناب یہ تو ہماری سمجھ سے بالا تر ہے کہ ہم اپنے ملک کے resources کو برباد کرنے کے پیچھے کیوں پڑے ہیں۔ یعنی فائدہ دوسری دنیا لے رہی ہے۔ دوسرے اجارہ دار ممالک ہیں یا سرمایہ دار ممالک یا سرمایہ داری میں جن کی اجارہ داری ہے monopolists اس چیز کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہم نے انہیں کھلی چھٹی دی ہوئی ہے۔ نہ ہمیں اپنی عوام کی رائے کا احترام ہے، نہ ہمیں اپنے قومی مفادات کا احترام ہے، نہ ہمیں اپنی قومی وحدتوں کے rights or privileges کی کوئی پاسداری ہے۔ ہم تو اس طرح سمجھ رہے ہیں کہ جیسے بلوچستان کے لوگوں کو ایک وفاقی اکائی کی حیثیت سے الگ رکھا جا رہا ہے۔ ان کے rights اور ان کی رائے کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ بہانہ یہ ہے کہ ہم development کر رہے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ جب sovereign rights دے دیں گے، جب آپ ہمارے resources کی لوٹ کھسوٹ اور plunder کی اجازت دے دیں گے تو ہمیں اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ ہمارا تو جناب حال برا ہوگا۔ ہماری تو سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ہمارے دو لاکھ کے قریب ماہی گیر بے روزگار ہو جائیں گے۔ اگر آپ دو چار ہزار آدمی کو فرض کریں، اس کمپنی کی مرعون منت چھوڑیں گے اور اس کی جگہ دو لاکھ لوگوں کو indirectly بے روزگار کریں گے۔ آپ کو پتہ ہے کہ ساحلی علاقے میں اور کوئی پیشہ نہیں ہے۔ زراعت نہیں، وہاں پر کارخانے نہیں ہیں، indirectly دو چار لاکھ اور لوگوں کی گزر اوقات بھی اسی ماہی گیری پر ہے۔ اس لئے آپ اس طرح کے عمل سے ہمیں اور بلوچستان کے عوام کو کیا message دینا چاہتے ہیں؟ ہمیں آپ روزگار دے رہے ہیں یا بے روزگار کر رہے ہیں؟ یہ ایک عجیب سا تماشا بنا ہوا ہے روزگار کا، کیا یہ ہمارا مسئلہ حل ہو رہا ہے؟ یعنی ظلم خدا

کا sovereignty بھی ہماری بیچو اور انہیں اجارہ دار بھی بناؤ۔ بیرونی کمپنیوں کو ہمارے سر پر بھی بٹھاؤ۔ انہیں تیس سال، بیس سال اور ننانوے سال کا contract بھی دے دو۔ یعنی یہ عجیب تماشا ہے۔ گھر بھی ہمارا برباد ہو، بے روزگار بھی ہم ہوں۔ ہمارے اپنے deep sea resources سارے اونے پونے بیچے جارہے ہیں۔ اس میں کس کا فائدہ ہے، یہاں جو گورنمنٹ میں بیٹھا ہوا ایک آدمی ہے، BOI کا چیئرمین کہتے یہ ہیں، چیئرمین صاحب یہ عام بات ہے، ہمارے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ Forbes کمپنی میں ان کا اپنا interest ہے، ان کے اپنے مفادات ہیں۔ یہ ایک عجیب چکر ہے۔

اس ملک کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ایک فرد کی خاطر ہم سب کچھ گنوا دیتے ہیں۔ ایک فرد کو یا چند افراد کو دولت مند بنانا، ارب پتی، کھرب پتی بنانا، یہاں کا شیوہ رہا ہے۔ ماضی میں بھی یہی تجربہ ہوتا رہا ہے اور موجودہ حکمران بھی یہی تجربہ کر رہے ہیں۔ ان کا پتہ نہیں کیوں پیٹ نہیں بھرتا۔ ارب ہا ڈالر ان کے Bank balances ہیں، پھر بھی ان کا پیٹ نہیں بھرتا۔ یہ کہتے ہیں سب کچھ بیچو، عوام کو بیچو، ملک کے مفادات کو بیچو، sovereignty کو بیچو، یعنی sovereignty جس کے لئے لوگ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں، زندگیوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں، وطن کے مفادات، قومی مفادات اور اپنی sovereignty دنیا میں سب سے عزیز ترین ہے۔ یہاں چند لوگوں کو مالدار بنانے کے لئے ہم کہاں سے کہاں جا کر معاہدے کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ اپنی جگہ بہت بڑا المیہ ہے اور موجودہ حکومت کو اس بات پر سوچنا چاہئیے کہ ہم کبھی بھی اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ ہم اپنے قومی، وطنی مفادات، بلوچستان کے عوام کا قومی تشخص، اس سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گے۔ نہ اپنے وسائل اور نہ ہی اپنی حاکمیت سے، نہ اپنے اختیارات سے کبھی دستبردار ہوں گے۔ ہمارے لوگوں میں سیاسی، قومی اور وطنی شعور ضرور ہے، ہاں یہ اور بات ہے کہ ہمیں دانستہ طور پر پسماندہ رکھا جا رہا ہے، یہ الگ بات ہے کہ ہمیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ ہم پینے کے ایک گلاس پانی کے لئے بھی ترسیں، یہ اور بات ہے کہ ہمیں وفاق میں نمائندگی نہیں دی جا رہی ہے، یہ اور بات ہے کہ وفاقی اداروں، خود مختار یا

نیم خود مختار اداروں میں ہماری کوئی آواز نہیں ہے، کوئی say نہیں ہے، کوئی ہمیں پوچھنے والا نہیں ہے، کوئی infrastructure نہیں ہے، کوئی ہمیں سہولت نہیں ہے، یہ الگ بات ہے، لیکن اس کا یہ معنی نہیں لیا جائے کہ ہمیں شعور نہیں ہے یا ہم اپنے قومی اور وطنی شعور سے عاری ہیں۔ ہمارے لوگوں کی ایک تاریخ ہے، ہماری ایک ثقافت ہے، ہمارا ایک ورثہ ہے اور ہمیں یہ سب کچھ صدیوں کی قربانیوں سے ملا ہے، ہمارے آباواجداد صدیوں سے اپنے وطن کے لئے قربانیاں دیتے چلے آ رہے ہیں۔ آج یہ ہمارا جو ایک تشخص موجود ہے یہ ایک دن کی محنت نہیں ہے، یہ ہمارے آباواجداد کی صدیوں کی قربانیوں کی بدولت ملا ہے، انہوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔

آج ہم حکمرانوں کو خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ جناب والا! پاکستان ہمارا ملک ہے اور اس کی sovereignty ہمیں بہت عزیز ہے، اسی حوالہ سے بلوچستان کی sovereignty ہمیں عزیز ہے۔ ہمیں اپنا وطن، اپنے وسائل، چاہے وہ سینڈک پراجیکٹ کی شکل میں ہوں، ماہی گیری کی شکل میں ہوں، sea resources کی شکل میں ہوں، وہ زراعت کی شکل میں ہوں، معدنیات کی شکل میں ہوں، گیس کی شکل میںہوں، کسی بھی شکل میں ہوں، ہم ان سے کبھی بھی دستبردار نہیں ہوں گے۔ کسی بھی وفاقی حکومت کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہماری دولت، ہماری ملکیت، ہمارے اثاثے، ہمارے resources ضائع کریں جو قدرت نے ہمیں عطا کئے ہیں۔ اللہ پاک کی ایک بہت بڑی دولت ہے ہمارے پاس، ہم اس کو اس طرح سے ضائع نہیں ہونے دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ ذرا جلدی کریں آپ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب والا! مجھے بات کرنے دیں، گزارش یہ ہے کہ میں تفصیل میں نہیں جا رہا ہوں کہ اس کے اثرات کیا ہوں گے؟ اس معاہدے کے پس منظر میں جو سازشیں ہو رہی ہیں، جس سے امریکہ بابا کو یہاں ایک خود مختار حیثیت دینے کی کوشش ہو رہی ہے اور سب سے بڑھ کر security point of view کے حوالہ سے بھی میں ضرور بات کروں گا کہ ہمیں اپنی national security بہت عزیز ہے، ہمیں اپنی قومی سالمیت عزیز ہے، ہم سمجھتے ہیں

کہ اگر ہم اپنے سے زور آور کو لا کر اپنے گھر میں بٹھائیں گے تو وہی حشر ہو گا جو آج ہماری گلف سٹیٹ کا ہو رہا ہے، اس سے بھی بدتر حشر ہمارا ہو گا۔ اپنے آپ سے زور آور کو ہم اپنے گھر میں جگہ دے رہے ہیں، کس لئے صرف 460 ملین ڈالر کے لئے۔ سبحان اللہ 460 ملین ڈالر کی کیا اہمیت ہے؟ اس سے ہمارا کون سی اوقات بڑھے گی اور وہ بھی اس طرح سے کہ وہ اربا ڈالر یا کھرب ہا ڈالر اس سے بنائیں، تو آپ، ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارے ملک کے عوام کو اپنی sovereignty عزیز ہے اور سب سے اہم بات ہے، میں آپ کے توسط سے کہنا چاہتا ہوں، چونکہ یہ حساس مسئلہ ہے، اس لئے ہمیں اس پر بولنے دیں۔ یہ چھوٹا مسئلہ نہیں ہے، تا کہ حکمرانوں کے کان کھڑے ہو جائیں، ان کو یہ آئینہ دکھانا چاہئیے، ان کو سمجھانا چاہئیے کہ یہ چھوٹی بات نہیں ہے، معمولی بات نہیں ہے، یہ ایک عام معاہدہ نہیں ہے۔

جب اومان سلطنت کے ساتھ گوادر سی پورٹ کی بات ہو رہی تھی تو اس وقت آپ نے ملک کے عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ سو ایکڑ کی بدولت گوادر بیچ رہے ہیں۔ آج آپ پورا گوادر، سندھ اور بلوچستان کے ساتھ ساحل سمندر 770 بلکہ گیارہ سو کلومیٹر بیچ رہے ہیں۔ کیا یہ آپ کو نظر نہیں آ رہا ہے۔ یہ بات آپ کو سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ اس معاہدے کے کتنے دور رس اثرات اس ملک کے عوام پر ہونگے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟ آپ ہمیں غلام بنانا چاہتے ہیں؟ آپ ہمیں دوبارہ نو آبادیاتی نظام میں لے جانا چاہتے ہیں؟ پہلے ہی ہم آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے مقروض ہیں اور پہلے ہی اپنا سر اوپر نہیں اٹھا سکتے ہیں۔ ان کے قرضوں میں ہمارا سر ڈوبا ہوا ہے۔ اور آپ FORBES کمپنی کے ذریعے ہمیں مزید غلام بنانا چاہتے ہیں۔

آج میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کسی بھی صورت میں ہم اجارہ داروں اور سرمایہ داروں کی بالا دستی قبول نہیں کریں گے چاہے وہ امریکہ سے ہوں، یورپ سے ہوں یا کہیں سے بھی ہوں۔ ہم اس معزز ایوان میں یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں، آپ کے توسط سے کہ نہ صرف فوربز کمپنی کے ساتھ یہ معاہدہ منسوخ کیا جائے بلکہ جتنے بھی بڑے بڑے ٹرالر ہیں، خواہ وہ کوریا کے ہوں یا جاپان کے ہوں، جن کے ساتھ میری ٹائم سکیورٹی والے سودابازی کرتے ہیں، ان کی روک

تھام ہو، ان کو بھی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ جو آپ نے ان کو لائسنس دیے ہیں ان کو بھی منسوخ کیا جائے۔

اگر ہم اپنے وسائل اور اپنی مشینری کے ذریعے، اپنی know-how کے ذریعے resources exploit نہیں کر سکتے ہیں تو ان کو ضائع بھی نہیں کرنا چاہیئے، دوسروں کے حوالے بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ آخر میں اس میں معاہدے کی منسوخی کا مطالبہ کرنے کے ساتھ حکومت سے یہ بھی چاہوں گا کہ وہ آئندہ کے لیے بھی محتاط رہے۔ اس ملک کے چودہ کروڑ عوام کا ضمیر، غیرت اور ان کی اپنے وطن سے دوستی ومحبت کو وہ کبھی چیلنج نہ کریں۔ یہاں کے عوام کسی بھی صورت میں ناپاک اور ناروا منصوبے کبھی قبول نہیں کریں گے جن سے ہماری sovereignty, ہماری حیثیت، ہماری دولت کی exploitation ہو۔ حکومت کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں اور اس کو عوام کی رائے کا احترام کرنا چاہیئے اور خصوصاً بلوچستان کے عوام کی رائے کا احترام کرنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ۔ تاج حیدر صاحب۔

جناب تاج حیدر : جناب ! جس سمندر کے وسائل کا اس وقت ذکر ہو رہا ہے، میں اسی سمندر کے ساحل پر رہتا ہوں اور اسی سمندری راستے سے میں چار سال کی عمر میں ان ساحلوں پر اترا تھا اور میں وہیں آباد ہوا۔ I am a son of the sea. اس سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ مچھیروں کی بہت سی بستیاں آباد ہیں جو کہ سینکڑوں اور ہزاروں سال سے اپنا روزگار اسی سمندر سے حاصل کر رہے ہیں۔ اپنی سیاسی ذمہ داریوں کے سلسلے میں مجھے وہاں جانا پڑتا ہے اور میں جاتا ہوں اور ان کے ساتھ بیٹھتا ہوں اور ان کے مسائل سنتا ہوں۔ حکومت کے فشریز ڈیپارٹمنٹ سے اور Export Promotion Bureau کے افسران سے meetings ہوتی رہتی ہیں اور ان کی فائلیں نظر سے گزرتی ہیں۔ میں پہلی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو حقائق ان فائلوں میں ہوتے ہیں اور جو حقائق آپ کو ان بستیوں کے اندر ملتے ہیں ان میں زمین آسمان کا فرق ہے، ان میں بڑا تضاد ہے۔ اور اگر ہم کسی بھی نتیجے پر پہنچنا چاہتے ہیں اور کسی بھی رخ پر بڑھنا چاہتے ہیں تو

ہم ان حقائق کو نظر انداز نہیں کر سکتے جو ہمیں ان بستیوں میں ملتے ہیں، ان سمندر کے بیٹوں سے ملتے ہیں۔

جناب! اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ پاکستان کے اندر غیر قانونی طور پر فشنگ ہو رہی ہے اور کتنے ہی ٹرالرز ہیں جو ہمارے پانیوں کے اندر غیر قانونی طور پر گھس کر فشنگ کر رہے ہیں۔ یہ کراچی کے ہاربر کے اندر کھڑے ہوتے ہیں۔ کراچی پورٹ ٹرسٹ اور کوسٹ گارڈ کا تیل، ڈیزل آئل ان کو سپلائی ہوتا ہے۔ یہ وہاں پر repair کے لئے آتے ہیں۔ کراچی کے fish harbour میں جو کچھ بھی ان کی catch ہوتی ہے، جو کچھ یہ پکڑتے ہیں پھر یہ وہاں پر auction کرتے ہیں۔ آج صبح بھی ہمیں meeting میں یہ بتایا گیا کہ ہر چند کہ ہماری exports کی figure کوئی 150 million کے قریب ہے، جو State Bank کے ذریعے official export ہو رہی ہے۔ حکومت کا اپنا اندازہ یہ تھا کہ کوئی سات سو، ساڑھے سات سو ملین ڈالرز کی exports اس وقت بھی ہو رہی ہیں لیکن یہ جو فرق ہے پانچ سو، چھ سو ملین ڈالرز کا، یہ سرکاری طور پر نہیں ہے۔ یہ State Bank کے ذریعے نہیں ہے، یہ غیر سرکاری طور پر ہے۔ Under invoicing ایک factor ہے لیکن دوسرا factor یہ ہے کہ باہر سے باہر ہی مچھلی پکڑ کر لیجائی جاتی ہے۔ وہ export ہو جاتی ہے۔ یہ ہمارے وسائل ہیں لیکن ان سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

دوسری چیز جو کہ حکومت کی فائلوں میں موجود ہے اور ابھی ہمیں جو Economic Survey دیا گیا ہے، میں اس کی figures دیکھ رہا تھا۔ اس میں پاکستان کی fisheries کی exports بڑی تیزی سے گر رہی ہیں۔ جناب عالی! اس میں جو پچھلے سال کے دس مہینوں کی figures دی گئی ہیں، جولائی سے لے کر اپریل تک کی اور یہی مہینے relevant ہوتے ہیں کیونکہ 15 مئی سے ویسے بھی مچھلیاں پکڑنے پر ban ہو جاتا ہے۔ وہ 145.5 million dollars سے گر کر 98 million dollars پر آ گیا ہے۔ اس Economic Survey کے مطابق ایک سال کے اندر اندر ہماری fisheries کی export 32% گری۔ ان کی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہماری

کشتیاں ناقص ہیں۔ ان پر storage کا نظام نہیں ہے۔ ان کو برف وغیرہ چاہیئے ہوتی ہے چنانچہ وہ زیادہ دیر سمندر پر نہیں رہ سکتے۔ اب جو on shore facilities ہیں، اگر آپ کراچی harbour کا Auction Hall دیکھیں جو ڈیڑھ kilometer لمبا ہے، آپ وہاں سے نہیں گزر سکتے۔ آپ کو مچھلی کھانے سے نفرت ہو جائے گی۔ اس قدر وہاں پر گندگی ہوتی ہے۔اس کو European Union کے inspectors دیکھنے آئے کیونکہ European Union ہمارا سب سے بڑا مچھلی کا importer ہے۔ وہاں پر ان کو دکھانے کے لئے جو کونہ صاف کر کے رکھا گیا تھا اس میں انہوں نے دیکھا کہ چوہے دوڑ رہے تھے اور مچھلیاں بھی وہاں پر سڑ رہی تھیں۔ انہوں نے دوبارہ ہم پر پابندیاں لگا دیں۔ ہمارے صرف چھ processing plants ہیں اور وہ چھ processing plants جوکہ registered ہیں۔ ان میں سے بھی کم از کم پانچ ایسے ہیں جو عالمی معیار پر پورا نہیں اترتے۔ ان پر serious objections ہیں۔ European Union کے inspectors نے کہا کہ جناب آپ کے ہاں یہ صحت کا حال ہے اور اس وجہ سے ہماری مچھلی کی برآمدات سال بہ سال گر رہی ہیں۔

جناب عالی! میں اس کے خلاف نہیں ہوں کہ باہر سے investment آئے لیکن ہمیں بنیادی طور پر کچھ فیصلے کرنے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ what is the cost that we pay اور کن sectors میں باہر سے investment آنی چاہیئے۔ کیا اس باہر کی investment کی حیثیت یہ ہو گی کہ ہماری economy کو compliment کرے۔ جن areas میں ہم weak ہیں، ان areas میں ہم strong ہوں یا یہ باہر کی investment اس طرح سے آئے کہ جن areas کے اندر ہم strong ہوں وہاں آدمی بے روزگار ہوجائیں اور وہاں ہم کمزور ہو جائیں اور وہ لوگ اپنے نان شبینہ کو محتاج ہو جائیں۔ اس وقت جو ہو رہا ہے وہ یہی ہو رہا ہے۔ میں بالکل welcome کرتا ہوں کہ foreign investment آئے، foreign investment on shore facilities کے لئے آئے۔ ہمیں بلوچستان اور سندھ میں cold storages چاہیئیں، اگر foreign investment آئے تو ان cold storages کے لئے آئے۔ ہمیں processing plants چاہیئیں، cleaning

plants چاہئیں، ہمیں packing plants چاہئیں۔ وہ آئیں اور اس میں invest کریں۔ ہمارے لوگ جو ماہی گیر ہیں وہ اپنی مچھلیاں پکڑیں۔ وہ ان processing plants میں اور cleaning plants میں ان کو دے کر جائیں ۔ اس طریقے سے ملک کی معیشت بھی مضبوط ہو گی، ملک کی export مضبوط ہو گی اور ہمارا روزگار ہمارے ہاتھ سے نہیں جائے گا بلکہ اگر باہر سے آنے والی investment ان on shore facilities کو develop کرنے کے لئے استعمال ہو تو ہمارے ماہی گیروں کی catch بڑھے گی۔ انکو اپنی مچھلی کے اچھے دام ملیں گے اور اس طریقے سے ہماری exports بڑھیں گی۔ ہمارے ماہی گیر مضبوط سے مضبوط تر ہوتے رہیں گے۔

جناب عالی ! economic development کے دو نظریات ہیں، ایک تو یہ ہے کہ elite کو اور زیادہ مضبوط کیا جائے، اس طبقے کو اور کھلایا جائے، اس امید میں کہ یہ کسی دن ایک سونے کا انڈا دے گی اور وہ سونے کا انڈا غریبوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ وہ ایک trickle down effect ہے that means, you have a heavy top, you have development at the top and then you hope that some day those benefits will trickle down to the poor اور ان لوگوں کو بھی کچھ نہ کچھ فائدے ہو جائیں گے۔ دوسرا ماڈل یہ ہے کہ ہم bottom پر کام کریں ۔ جو لوگ محنت کر رہے ہیں ہم ان کے مفادات کا خیال رکھیں ۔ ہم ان کو معاشی طور پر مضبوط کریں ۔ میرے خیال سے ہمارے ہاں جو economic philosophy چل رہی ہے poverty alleviation کی بات ہوتی ہے، غربت ہٹانے کی بات ہوتی ہے may I submit sir that poverty alleviation is basically a political problem. We have to decide which sector of the society, the top one or the bottom when we want to strengthen کیونکہ اگر اس مسئلے پر ہم compromise کریں گے تو پھر ساری کی ساری resources elite کو transfer ہوتی جائیں گی اور وہ elite کے ذریعے باہر transfer ہوتی جائیں گی ۔

Sir, the right of the people of Pakistan on the national resources of

Pakistan has tobe established politically, economically and on ground whatever development we want to undertake sir, --

ہمیں باہر کے ماہرین کا اتنا مشورہ نہیں چاہئیے جتنا اپنے لوگوں کا مشورہ چاہئیے ۔ ان کے حالات جاننے کی ضرورت ہے کہ ان کو کس قسم کی تکالیف ہیں۔ کیا وہ اپنے حق میں بہتر سمجھتے ہیں ایک process of consultation ان کے ساتھ کہ جو real beneficiaries development کے ہونے چاہییں ان کے ساتھ وہ چلنی چاہئیے اور ہمیں close coordination ان ممالک کے ساتھ کرنا چاہئیے جیسا کہ چین ہے کہ جس نے اس ماڈل کو، اور چین کا اس وقت with the اس growth rate of 12 percent and with the reserve of 150 million dollars میں 89 ملین ڈالر شامل کریں ۔ They are a success story. They are a story of economic success. وہ capitalist world میں capitalism کا مقابلہ کر رہے ہیں And they are beating capitalism in their own ground. لیکن اس کی بنیاد انہوں نے وہی solid رکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو producers of wealth جو کہ کام کر رہے ہیں ان کو کس طریقے سے مضبوط کیا جائے اور ہم fisheries کے department میں چین سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

جناب والا! بہت سے مشورے ہیں، میں نے صبح بھی دیئے ہیں اور اس وقت پھر میں ان کو repeat کرنا چاہتا ہوں ۔ ہمارے ہاں یہ جو سندھ میں طوفان آیا ہے اس میں سندھ کی اٹھارہ سو کشتیاں تباہ ہوئیں اس لئے کہ ان کو کسی نے نہیں بتایا تھا کہ طوفان آ رہا ہے ۔ آج بھی ہمارے ساحل پر آپ جگہ جگہ دیکھتے ہیں کہ ٹوٹی ہوئی کشتیاں اور ٹوٹے ہوئے تختے بکھرے ہوئے ہیں اور صرف کشتیاں ہی تباہ نہیں ہوئیں جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر کشتی میں پانچ پانچ سات سات دس دس آدمی تھے ۔ ان آدمیوں کا کیا ہوا۔ وہ ساحلوں پر گانے والے کا کیا ہوا، وہ کشتیاں چلانے والوں کا کیا ہوا ۔ یہ آپ ہم تو زمین کا بوجھ ہیں ۔ زمین کا بوجھ اٹھانے والے کیا ہوئے ۔ ان میں سے بہت سے تختوں پر بہتے ہوئے کناروں تک آئے۔ اس علاقے کا

دورہ کرنے پر ہمیں یہ بھی پتہ چلا کہ ان میں سے many of them perished sir because for days and days they didn't have a drop of water to drink.

جنہیں سمندر نے معاف کر دیا تھا ان کو انسان نے معاف نہیں کیا اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے، روٹی نہ ہونے کی وجہ سے وہ perish ہو گئے۔

لیکن ہمیں پھر سے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہے جیسا کہ میں نے اس cyclone پر عرض کیا تھا - The time for cyclone is over. We have to rehabilitate, we have to rebuild ourselves-- اور اس وقت ہم بڑی صحیح direction میں move کر سکتے ہیں۔ This provides us with an opportunity. جو نئی ٹیکنالوجی ہے اور ٹیکنالوجی سے میرا مطلب وہ نہیں کہ فوریز کے سو ٹرالر جن پر صرف تین ہزار آدمی کام کرتے ہیں اور جو سمندروں کو صاف کر دیں گے کیونکہ کہ catch گر رہی ہے۔ جب میں ماہی گیروں کی بستیوں میں جاتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم چھ دن سمندر میں رہے اور ہمیں یہ مچھلی ملی - We cannot deny the fact. ہماری یچ گر رہی ہے۔ اس کشتی کو کیسے اتنا efficient بنایا جائے؟ کس طریقے سے اس کو فائبر گلاس کا بنایا جائے؟ کس طریقے سے اس کے میں hold ہے مچھلیوں کو سٹاک کرنے کا اس کو insulate کیا جائے۔ اس کے لئے SMEDA نے چھ ملین کے credits رکھے ہیں۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ SMEDA اور پی سی ایس آئی آر کو ساتھ ساتھ کام کرنا چاہئیے اور وہ کشتیاں ڈیزائن کرنی چاہئیں جس میں مچھلی کو دو یا تین دن آرام سے رکھا جا سکے اور مچھلی کو واپس processing plant میں لایا جا سکے۔ دوسری چیز fishery کی industry میں اس وقت middle man چھایا ہوا ہے۔ وہ season شروع ہونے پر سب کو قرض دیتے ہیں۔ اس کے بعد جس وقت وہ مچھیرے مچھلیاں پکڑ کر لاتے ہیں تو جو ریٹ وہ fix کر دیں۔ جو ریٹ اس دن کا ہو جائے۔ وہ جھینگا جو کہ اسی وقت ۷۰ اور ۸۰ روپے کلو بک جاتا ہے وہ ان مچھیروں سے ۱۰ اور ۱۲ روپے کلو پر لیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! ان مچھیروں سے ماہانہ ۳۰ فیصد سود لیا جاتا ہے۔ اس طریقے پر middle

man چھایا ہوا ہے۔ Then I submit sir, that the people of Pakistan should have a right on the national resources of Pakistan. I also mean that they should have a right on the credit also. کہ جو ہمارے national monetary resources ہیں، جو ہمارے banks ہیں جہاں پر لوگوں کے پیسے جمع ہیں۔ اس کریڈٹ پر ان کا اتنا ہی اختیار ہونا چاہیئے جتنا بڑے آدمی کا ہوتا ہے۔ اسلئے میں جناب عالی چاہتا ہوں اور میں معزز ایوان کی خدمت میں تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ credit facility ان تمام چھوٹے سے چھوٹے لوگوں کو، ان محنت کرنے والوں کو دی جائے۔

آخر میں، میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں اگر ملک سے غربت دور کرنی ہے اور ہمیں اگر ملک کو ترقی دینی ہے تو ہمیں اپنے لوگوں کی طرف دیکھنا ہوگا۔ ہمیں باہر نہیں دیکھنا ہوگا۔ سینیٹر عبدالحئی صاحب sovereingty کی بات کرتے ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ What is the difference between slavery and freedom اب وہ دور نہیں رہا کہ فوجیں بھیج دی جاتی تھی اور زمینوں کا military occupation کیا جاتا تھا۔ Sir, now slavery means the limiting of option, the restricting of choice کہ آپ کو یہ choice نہ دی جائے۔ آپ کو یہ اختیار نہ دیا جائے کہ آپ اپنی صلاحیتوں پر، اپنے وسائل پر بھروسہ کرکے اپنے آپ کو develop کریں۔ Whenever this right is restricted, Sir, you are no longer a free country, you are a slave and that is what is going on. You should look towards your own people. یہ سمندر کے بیٹے ہیں۔ یہ سمندر کے بیٹے ہیں کہ جو طوفانوں سے کھیلتے ہیں۔ چانڈیو صاحب وہ یاد ہے۔

(سندھی) کہ کچھ انتظار کرنے والیاں انتظار کر رہی ہیں۔ سمندروں پر گئے ہوئے ہیں۔ دن نکل گئے ہیں۔ اب کچھ کشتیاں نظر آئی ہیں۔ دل میں ایک امید ہے کہ جو گئے تھے وہ واپس آئیں گے۔ دل میں ایک خوف بھی ہے کہ سمندر بڑا خطرناک ہے۔ پتہ نہیں کون واپس آئے گا۔ (سندھی) خدا ان کو لے کر آئے جن کے آنے سے من کو اطمینان ہوتا ہے۔

تو یہ سمندر سے کھیلنے والے ہیں - یہ سمندر کے بیٹے ہیں۔ جن کے آنے سے من کو اطمینان ملتا ہے۔

Sir, these are the people, they are the master of the sea, they are the master of the land. They are the owner of Pakistan. We should look towards them. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین ، سیف اللہ خان پراچہ صاحب۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ: جناب چیئرمین صاحب! مجھ سے پہلے ، سینیٹرز صاحبان نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور میرے دوست حبیب جالب صاحب نے بڑی تفصیل سے اس Forbes کے contract کے متعلق اپنے خیالات پیش کئے۔ بات یہ ہے کہ یہ جو MOU sign ہوا ہے' یہ ایوان کے سامنے رکھا جائے تاکہ ہم بھی دیکھ سکیں کہ حکومت پاکستان نے forbes company کے ساتھ کس حد تک پابندی حاصل کی ہے۔ نمبر۔ ۲ ' میری معلومات یہ ہیں کہ انہوں نے feasibility report ایک محدود وقت کے اندر تیار کرنی تھی اور وہ وقت اب گزر چکا ہے۔ لہذا' agreement ختم ہو چکا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر مسئلہ ہی ختم ہو گیا ہے۔ سینیٹروں کے خیالات بھی آپ کے سامنے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بلوچستان اسمبلی نے متفقہ طور پر اس پر ایک قرارداد پاس کی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! آپ جانتے ہیں کہ resolution move کرنے کا ایک خاص طریقہ کار ہوتا ہے' اس کا نوٹس دیا جاتا ہے۔ یقیناً" وفاقی حکومت کو یہ پتہ ہوگا کہ جیسا کہ ہماری فرنٹیئر اسمبلی میں پشتون خواہ کا resolution آیا ' اسی قسم کا ایک resolution آنے والا ہے۔ یہ کہنا کہ وفاقی حکومت کو پتہ نہیں چلا ' اچانک یہ ہو گیا' یہ غلط ہے کیونکہ باقاعدہ نوٹس دیا جاتا ہے ۔ اگر ہماری وفاقی حکومت نے آج دن تک یہ کام نہیں کیا تو وہ آئیندہ خیال کریں کہ جتنے resolutions آتے ہیں ان پر توجہ دیں ۔ وہ باقاعدہ نوٹس کے ساتھ' باقاعدہ ایک طریقہ کار کو پورا کر کے اسے پاس کیا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ بلوچستان اسمبلی نے اپنی متفقہ

resolution کے ذریعے ایک قرار داد پاس کی جو اس Forbes سے متعلق تھی۔ انہوں نے اپنے خیالات پیش کئے ہیں۔ میرے خیال میں اس کا احترام کرنا بڑا ضروری ہے۔ اس کا احترام کرتے ہوئے اور ہمارے سینیٹر صاحبان کے views کو مد نظر رکھتے ہوئے وفاقی حکومت اس پر مناسب کارروائی کرے۔

اس کے علاوہ تین چار چیزیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ہماری سمندری حدود کتنی ہیں؟ ہمارے وزیر صاحب یقیناً" سب چیزوں کے جواب کے ساتھ ساتھ اگر یہ بھی بتادیں کہ ہماری کل سمندری حدود کتنی ہیں اور اس میں صوبہ بلوچستان کی کتنی حدود ہیں۔ باقی فیڈرل حکومت کی کتنی حدود ہیں تاکہ یہ بات بھی سامنے آ جائے کہ حدود کا معاملہ کہاں تک ہے۔ دوسری بات' عام لوگوں کو علم ہے کہ یہاں بیرونی ممالک کی کشتیاں آتی ہیں' جن میں خاص طور پر کوریا کا نام لیا گیا ہے' اور ان کے shallow water میں fishing کرنے سے مقامی لوگوں کو بڑا نقصان ہوتا ہے۔ در اصل بات یہ ہے کہ اگر اس Forbes Company نے آنا ہے تو ہمارے پاس کونسا mechanism ہے جس کے ذریعے یہ بات یقینی بنائیں گے کہ یہ معاہدے کے مطابق ہمارے بلوچستان کی ساحلی حدود کے اندر بالکل نہیں آئیں گے۔ اس کی کیا یقین دہانی ہوگی اور کیا mechanism ہو گا؟ یہ ایک بڑی اہم بات ہے۔

یہاں پر یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب وہ ساحلی علاقے میں آئیں گے تو ہمارے پاس کیا mechanism ہو گا کہ ہم یہ ensure کریں گے کہ وہ جب port پر آر رہے ہوں گے یا اپنی جگہ پر آ رہے ہوں گے تو وہ اس shallow water میں fishing نہیں کریں گے۔ یہ عام بات سب کو پتہ ہے کہ سمندر میں ایک continental shelf ہوتا ہے اور وہ مچھلی کے معاملے میں بڑا rich ہوتا ہے۔ اس کے بعد continental shelf گر جاتا ہے اور اسے deep sea کہا جاتا ہے۔ اب اس continental shelf پر ہمارے لوکل مچھیروں کا گزارا ہے۔ لہٰذا صحیح چیز ہمارے سامنے تب ہی آ سکتی ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب ہمیں اعتماد میں لیں اور Forbes Company agreement کے بارے میں سب حقیقت ہمیں بتائیں۔ اب تک صرف قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں

کہ 460 million dollars آئیں گے اور اس میں 95% profit وہ لے جائیں گے، 5% profit حکومت پاکستان کو ملے گا، وغیرہ، وغیرہ۔ آپ نے ساری تقریریں سنی ہیں، میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا ہوں۔ مگر یقینا" میں حکومت سے اتنا ضرور مطالبہ کروں گا کہ بھئی confidence میں لے کر ہمیں ضرور بتائیں۔ اگر وہ واقعتا" معاہدہ ختم ہو چکا ہے تو اس کو خدا حافظ، اس پر خیر کی دعا پڑھیں اور معاملہ ختم۔ اگر نہیں ہوا اور اسے review کرنا ہے تو پھر بلوچستان اسمبلی کے بھی views ہیں اور سینیٹر حضرات کے views بھی آپ کے سامنے ہیں۔ انہیں مد نظر رکھیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ میں چاہتا تھا کہ میں آج بحث سنوں اور کوشش کروں کہ یہ جو بہت بنیادی مسئلہ ہے اس پر اپنی رائے دوں تاکہ اس پر غور ہو۔ میری کوشش ہوگی کہ یہ مسئلہ الجھے نہیں بلکہ حل ہو لیکن پھر میں نے کہا کہ پہلے حکومت جواب دے۔ اس معاہدے کے بارے میں جو کچھ اس طرف کے سینیٹرز صاحبان نے جس انداز میں، جس وضاحت سے، جن دلائل کے ساتھ، جن اسناد کے ساتھ بحث کی، میں اس میں مزید اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ میں اس معاہدے کے بہت اہم، بہت بنیادی اور پاکستان کے مستقبل پر اثر انداز ہونے والے پہلوؤں پر مختصراً کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ معاہدہ پاکستان کے وجود کو متحد، قائم، مستحکم اور خوشحال بنانے کے اس معاہدے کے سراسر خلاف ہے جس پر ملک کا یہ نامکمل آئین بنا ہے۔ جس کی بنیاد وفاق ہے جو دراصل اس پاکستان کے وجود کی بھی بنیاد ہے۔ آج تک پاکستان اس پر قائم ہے۔ اس لئے میں حکومت سے یہ کہوں گا کہ مباحث میں پڑنے اور حسب عادت اگر جواب نہ ہو لیکن جواب بنانے کے اس رویے کو، آج کے ملکی حالات کے مطابق، اس عادت کو ترک کریں۔ اگر ملک کو وفاق کی بنیادوں پر متحد، مستحکم، خوشحال اور آباد دیکھنا چاہتے ہیں تو اس معاہدے کو اور اس قسم کے دوسرے ان اقدامات کو جو صوبوں یا قوموں یا قومیتوں کی مرضی، رائے اور ان کے خلوص کے خلاف ہیں، ان کو منسوخ کریں۔ جو ایسے قدم اٹھاتے ہیں یا اقدامات کرتے ہیں، صرف مضبوط

مرکز کا جنون ان کے سر پر سوار ہے۔ وہ اس سے باز آ جائیں ۔ دلیل یہ ہے کہ تقریر ہم نے سنی ' بلوچستان کو اور سمندر کے ساحل کو ہم پاکستان سمجھتے ہیں ۔پاکستان کا یہ حصہ ہے ۔ یہ مضبوط ہو تو پاکستان مضبوط رہے گا ' تو سوال یہ ہے کہ بلوچستان کو ترقی و خوشحالی دینے اور ان بنیادوں پر پاکستان کو مستحکم بنانے اور اس کو موجودہ دنیا والے کہتے ہیں کہ فلاں صدی میں لے جانے کی جو کوشش کر رہے ہیں، اس کو اگر ہم نے دیکھنا ہے' اس کا لحاظ رکھنا ہے تو کیا وہ بلوچستان کے لوگوں کی مرضی، رائے اور خوشی سے ہوگا یا مرکز کے جبر اور حکم اور ہتھکنڈوں سے ہو گا ۔ بس یہ سوال ہے۔

پاکستان نے اگر مضبوط ہونا ہے اور تمام حصوں نے مضبوط ہوکر اس ملک کو مضبوط رکھنا ہے تو ہر حصے کو یہ حق ہوگا کہ اس کی رائے ' اس کے تجربے اور تاریخ ' اس کی ثقافت کو مدنظر رکھ کر اس طرف بڑھا جائے یا نہیں ۔ ان کی معلومات ' ان کے تجربات جو بیان کئے گئے ہیں ' ان سے قطع نظر ہم تلخ باتیں نہیں کرنا چاہتے ۔ مرکز میں بیٹھ کر اپنی من مانیاں کرنے سے مرکز مضبوط ہوگا؟ ہم کہتے ہیں کہ کبھی مضبوط نہیں ہو گا ۔ اس کا نتیجہ اور انجام اس ملک نے ایک بار دیکھا ہے کہ ہمارے ملک کے مشرقی حصے کے ساتھ اس سلوک کے نتیجے میں کیا ہوا ہے ۔ آج ہم خلوص اور دیانت سے سوچیں ' پاکستانی بن کر سوچیں ' ایک قوم کے بندے بن کر سوچیں کہ ہم نے بلوچستان کو بلوچستان رکھنا ہے یا اس کو بکھیر کر بنگلہ دیش کی طرز پر کچھ اور بنانا ہے ۔ یہ بنیادی مسئلہ ہے ۔ کوئی ہزار بار آنکھ چرائے ' اگر عمل یہ ہو کہ بلوچستان کے تجربے ' ہزاروں سال کے تجربے ' وہاں کے تجربہ کار لوگوں کے تجربے ' وہاں کی اپنی زمین سے محبت رکھنے والوں کے تجربے ' اپنے آپ کو پاکستانی کہنے والوں کے تجربے ' اتنی قربانی دینے والوں کے تجربے کو ڈنڈے سے ' جبر سے دبایا جائے اور اپنی مرضی ان پر ٹھونسی جائے تو اس کا انجام کیا ہو گا؟

میں نے کہا کہ ایک مثال آپ نے دیکھی ہے ۔ میں زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔ کیا یہ حقیقت نہیںہے کہ بلوچستان کی صوبائی اسمبلی نے متفقہ طور پر اس معاہدے کو نا منظور کیا ' اس کی

مخالفت کی ہے۔ سینٹ وفاق کا ادارہ ہے، صوبوں اور قوموں کے تحفظ کا ادارہ ہے، اس میں بیٹھے ہوئے بلوچستان کے تمام ممبروں، تمام جماعتوں نے اس معاہدے کی مخالفت کی ہے۔ اس کے علاوہ سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی نے آج اپنے فیصلے میں اس کو رد کیا ہے۔ تو کیا اس کے باوجود بھی کہ صوبہ نہیں مانتا، سینٹ نہیں مانتا، سینٹ کے بلوچستان کے ممبر اور ہم پشتون ممبر، بلوچ ممبر، سندھی ممبر نہیں مانتے، کراچی کے تاج حیدر کتنی وضاحت سے بولے، وہ سب نہیں مانتے، لیکن پھر بھی یہاں سے حکم آتا ہے، جبر ہوتا ہے، من مانی ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ اس من مانی، اس معاہدے کو قائم رکھنا، اس پر ڈٹ جانا، اس کی مخالفت نہ کرنا، یہ غلط ہے۔ آج کی بحث کے نتیجے میں انہوں نے اگر اس کو منسوخ کرنے کا اعلان نہ کیا تو یہ اعلان ہوگا کہ بلوچستان اور اس کے مفادات، سالمیت داؤ پر ہے۔ حئی صاحب نے کیا کچھ نہیں کہا، بہرحال یہ جو سب کچھ ہے، اس سے آنکھیں چرا کر حکومت کس طرف بڑھ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک کو متحد رکھنے، قوم کو قوم رکھنے، پاکستان کو پاکستان بنا کر رکھنے کے خلاف عمل ہے اور یہ صرف ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے ارادے اور عمل ہیں۔ اگر یہ اس طرح من مانی کرتے ہیں تو میں اس ہاؤس کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس ملک کی صحافت، اس کے اخبارات، اس ملک کے اہل قلم جن کے لئے ہم نے ہر موقع پر آواز اٹھائی ہے وہ ہیں جن کو ہم جانتے ہیں۔ میری یہ آواز اخبارات میں بھی ثبت ہو جائے گی اور ملک کے عوام تک پہنچ جائے گی کہ اگر اس طرح یہ من مانی کرتے ہیں تو یہ من مانی کرکے یہ ملک کی، وفاق کی جڑیں نہیں کاٹتے بلکہ پاکستان کی جڑیں کاٹتے ہیں۔ اس لئے ہم اس سے زیادہ کچھ کہنے کی پوزیشن میں ہیں۔

میں بتا دوں کہ ہماری پارٹی، میرا پونم، ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ ہاتھ جو اس ملک کی جڑیں کھودنے کی طرف اٹھتا ہے اس کا علاج کر سکتے ہیں لیکن یہ اس وقت کی بات نہیں ہے، اس وقت اتحاد کی بات ہے، ملک کو بچانے کی بات ہے، پیار کی بات ہے، ایک دوسرے کو سمجھنے کی بات ہے، قوم کی ایک آواز نکالنے کی بات ہے، پاکستان کے دفاع کے لئے مل کر تعاون اور

کچھ کرنے کی بات ہے۔ اس لئے میں صرف یہی کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہم سمجھتے ہیں کہ وقت کا تقاضا کیا ہے، ملک کے مستقبل کا تقاضا کیا ہے، وفاق کا تقاضا کیا ہے، پاکستان کے بچانے کا تقاضا کیا ہے، مضبوط بنانے کا تقاضا کیا ہے۔ خدا کے لئے زور کی بات زور سے کمزور نہیں ہے، خدا وہ وقت نہ لائے کہ ہم مجبور ہو جائیں کہ جبر کے مقابلے کے لئے جو ہمارا طریقہ کار ہے، عوام اور میدان جبر سے ڈرتے نہیں لیکن پاکستان کے مستقبل، پاکستان کی وحدت، پاکستان کی آج کی ضرورت وہ ہمیں زیادہ عزیز ہے۔ اس لئے ہم یہی کہتے ہیں کہ خدا کے لئے حکومت بھی انتہام حالات کو سمجھے۔ کل انشاء اللہ ہم اس دوسرے موضوع پر بتائیں گے کہ یہ کس طرح پھنسے ہوئے ہیں، کس طرح گرے ہوئے ہیں۔ جب ہم بچے ہوتے تھے تو ایک چیز ہے جس کو ہم "سنسرا" کہتے ہیں، وہ ایک غار میں رہنے والی چیز ہے جو کہ چوہے سے بڑا ہوتا ہے؛ اس کے غار پر پاؤں رکھ لیتے تھے تو وہ دوڑتا تھا اور اسے راستہ نہیں ملتا تھا۔ اسی طرح یہ بھی دوڑتے ہیں۔ خود اپنے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یہ بات کل ہو گی۔

ہم اس سے خوش نہیں ہیں، ہمارا ملک ہے، ہماری قوم ہے، ہماری زندگی ہے، آزادی میں سب سے زیادہ قربانی ہم نے دی ہے۔ اُس طرف کے لوگوں میں سے کوئی اٹھے اور بتائے کہ اس نے، اس کے باپ نے، اس کے دادا نے کونسی جیل کاٹی ہے اور آزادی کے لئے کونسی سردھڑ کی بازی لگائی ہے۔ ہم نے کیا ہے، ہمارے بچے بچے نے کیا ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت بھی، اس کا دفاع بھی ہمارا فرض ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ خدا کے لئے جو منہ جواب دینے کے لئے بنا ہے وہ منت کرتا ہے کہ خدا کے لئے اس معاہدے کی منسوخی کا اعلان کریں۔ ان حالات کو اس حد تک نہ بڑھائیں جس حد تک کہ ہم بڑھانا نہیں چاہتے ورنہ ذمہ داری آپ کی ہو گی۔ السلام علیکم۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب۔ مشاہد صاحب you want to speak جی فرمائیے۔

جناب مشاہد حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں پہلے تو اپنے دوستوں کا بڑا ممنون

ہوں کہ جنہوں نے ٹھوس گفتگو کی ، تفصیلی باتیں کیں اور جن جذبات کا اظہار کیا، گورنمنٹ بھی وہی جذبات رکھتی ہے کہ قومی مفاد کو ، چاہے وہ اقتصادی مفاد ہو ، چاہے قومی سلامتی کا مفاد ہو اس کو پوری طرح preserve اور protect کرنا چاہیئے۔ ابھی جو اجمل خٹک صاحب نے نیشنل سیکورٹی کے بارے میں باتیں کی ہیں، میں ان کے جذبات کی بڑی قدر کرتا ہوں اور گورنمنٹ بڑا appreciate کرتی ہے کہ خاص طور پر یہ کارگل کے بحران کے بارے میں حزب اختلاف نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ واقعی ایک قومی موقف ہے ، عوامی موقف ہے اور پوری قوم اس میں متحد ہے ۔ پہلے دو تین چیزیں میں واضح کردوں۔ ایک تو جو قومی مفاد کا تعلق ہے، national interest کا ، چاہے وہ nuclear issue ہو ،چاہے کارگل کا ایشو ہو، چاہے IPPs کا ایشو ہو ، چاہے یہ Forbes والا مسئلہ ہو ، حکومت کی ہمیشہ سب سے اولین ترجیح ہوتی ہے national interest اور اس کو ہم نے ہمیشہ سب سے top priority پر رکھا ہے اور اسی basis پر ہم فیصلہ کرتے ہیں ۔ یہ ہمارا ایک واضح record ہے پچھلے ڈھائی سالوں میں۔

دوسری بات میں کہنا چاہتا ہوں public opinion کی ، بلوچستان اسمبلی کا resolution بھی آیا ہے ۔ ادھر بھی لوگوں کے sentiments دیکھے ہیں ۔ جمہوریت کی بنیاد ہی یہ ہے کہ رائے عامہ کا احترام کیا جائے اور رائے عامہ کو ترجیح دی جائے ۔ اسی بنیاد پر ہم ہر فیصلہ کرتے ہیں ، public opinion کی ہم respect کرتے ہیں ۔

تیسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ شروع میں تاج حیدر صاحب نے کچھ کہا تھا کہ جو development process ہے اس میں ایک ہوتی ہے elite based development جو صرف ruling class یا upper level کے لوگوں کے مفاد میں ہوتی ہے ۔ یہ پہلی حکومت ہے جس نے policies کے ذریعے صحیح معنوں میں غریب طبقے کا خیال رکھا ہے کہ people based development کی بات کی ہے ، elite based نہیں ہے ۔ ہاریوں کو زمین دینا، unemployed educated کو Yellow Cabs دینا اور غریب لوگوں کو SMEDA کے ذریعے loan دینا ، یہ پہلی دفعہ ہوا ہے ۔ پہلے بنک صرف upper class

لوگوں کے لئے کھلے تھے، پہلی دفعہ غریب لوگوں کے لئے کھولے گئے ہیں، چاہے ایک لاکھ کا قرضہ ہو، تین لاکھ کا قرضہ ہو، پانچ لاکھ کا ہو، سفارش کے بغیر کھلے ہیں - یہ نئی بات شروع کی ہے، right to credit جس کا تاج حیدر صاحب نے ذکر کیا تھا وہ ہم نے فراہم کیا ہے - اب بات آتی ہے Fisheries کے issue پر ---

جناب ڈپٹی چیئرمین- Please سنیں کیا کہہ رہے ہیں -

جناب مشاہد حسین: میں کچھ facts بتانا چاہتا ہوں - کچھ لوگوں نے کہا کہ بلوچستان میں احساس محرومی ہے، کوئی Federal Secretary نہیں - حافظ فضل صاحب! بلوچستان کے دو Federal Secretary ہیں، یونس خان مندوخیل Secretary Women Division اور سکندر جمالی -

دوسری بات یہ کہی گئی کہ جو illegal trawlers ہیں ان کے بارے میں کوئی activities نہیں ہوتیں - پچھلے سال Maritime Security Agency (MSA) نے ستر ٹرالرز پکڑے، ان کو جرمانہ کیا دولاکھ فی ٹرالر جو کہ ریکارڈ ہے پاکستان کی تاریخ میں- تو illegal fishing پر حکومت نے کڑی نظر رکھی ہوئی ہے- ابھی بھی پانچ ٹرالر پکڑے گئے ہیں حال ہی میں اور میرے خیال میں تاج حیدر صاحب کو معلوم ہے کہ وہ کس کے ٹرالرز ہیں، وہ بڑے مشہور لوگوں کے ہیں - اس کے علاوہ آپ نے fish processing کی بات کی - میں صرف اس کا جواب دینا چاہتا ہوں کیونکہ you know the name better, I think لیکن first time people have been caught and fined and punished.

تیسری بات fish processing کی ہے- آٹھ نئے plant function کر رہے ہیں- جب ہماری حکومت آئی تھی تو اسے یورپین یونین ban کرنے والی تھی، Pakistan fish processing کا اتنا برا حال تھا، ہم نے اس کو revive کیا- میں کریڈٹ دیتا ہوں میاں عبدالستار لالیکا صاحب کو، انہوں نے fishing industry کو پھر سے revive کیا، strengthen کیا- پہلے ہمارا Grad-III تھا، List 3 میں تھے، ہمیں upgrade کر دیا یورپین یونین نے اور list

2 پر ے آئے ہیں۔ تو یہ کافی اچھی باتیں ہیں، اچھی achievement ہے fishing industry کی طرف۔ پاکستان کا جو fish processing کا سلسلہ ہے، 172 million ہماری fishing export ہے حالانکہ potential ہے 1 billion کا اور ہم سمجھتے ہیں کہ basic purpose بلوچستان کی اتنی بڑی coast line کو develop کرنا ہے اور fishing کو ایک major export basis پر کرنا ہے تاکہ 1 billion تک جاسکے۔ اس حوالے سے ہم نے یہ قدم اٹھایا تھا اور میں کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کو تو اس حکومت نے، وزیراعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ Balochistan is Pakistan's future, آپ دیکھ لیں Gawadar Deep Sea Port کا 10 billion project ہم نے initiate کیا۔ اس سال کے بجٹ میں 8 billion rupees ہم نے گوادر پراجیکٹ کے لئے رکھے ہیں۔ پھر Coastal Highway Makran 653 kilometers کی highway ہے، 11.4 billion کا وہ project بھی ہم نے initiate کیا، 14 اپریل 1999 کو project announce ہوا۔ 29th April کو چار منسٹرز کی ٹیم گئی، ٹورزم کے spots میں خود select کر رہا ہوں، چھ spots میں نے identify کئے ہیں اور انشاء اللہ بلوچستان کی development ہم چاہتے ہیں کہ ضرور ہو۔ اورمارہ میں Navel base بھی establish کر دی گئی ہے۔ جہاں تک یہ سلسلہ ہے میں اس طرف بھی آ رہا ہوں کہ یہ ہماری ایک پالیسی ہے، یہ ہمارا ایک vision ہے، یہ ہمارا ایک نظریہ ہے development کے بارے میں تاکہ وہ context clear ہوں۔

جہاں تک فوربز کا تعلق ہے یہ 28th February کو ہوا تھا Memorandum of Understanding. کسی کو کوئی rights نہیں ملے ہیں، rights تو ملتے ہیں جب کوئی agreement ہو یا implement ہو۔ کسی کو کوئی حقوق نہیں دیئے گئے۔ جو باتیں کی گئی ہیں وہ ساری مفروضوں پر مبنی ہیں۔

(مداخلت)

جناب مشاہد حسین: میں پہلے بول لوں پھر آپ جو مرضی جواب دیں میں سن لوں گا

رات بارہ بجے تک۔ تو 28 فروری کو MOU sign ہوا تھا اور یہ بڑا open تھا۔ 3 جولائی 1998 کو یہ گیا تھا Cabinet Committee on Investment کے سامنے، جس میں چیف سیکرٹری بلوچستان بھی موجود تھے۔

جناب حبیب جالب بلوچ: یہ معاہدے کی کاپی ہے، آپ اس کو پڑھ لیں۔

(مداخلت)

جناب مشاہد حسین: یہ بہت زیادتی ہے کہ آپ کو BSO والی یاد آگئی۔ تھوڑا relax کریں، جذباتی نہ ہوں، میں ساری بات کروں گا۔ آپ کو پورا جواب دوں گا، آپ سن لیں۔ جمہوریت کا مطلب ہے دوسرے کی بات سننا۔

3 جولائی کو یہ Cabinet Committee on Investment کے سامنے پیش ہوا -----

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب! ان کی عادت ہے، اس طرح کچھ کہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ BSO بلوچستان کے نوجوانوں کی ایک تنظیم تھی ------

جناب مشاہد حسین: میں بہت عزت کرتا ہوں، میں خود سپورٹر رہا ہوں بی ایس او کا، ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ کا۔ 1984 میں بلوچستان ڈائری میں نے لکھی تھی اور سب nationalists کا انٹرویو میں نے کیا تھا۔ ضیاء الحق کے دور میں بلوچستان کا نام لینے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا۔

جناب حبیب جالب بلوچ: لیکن آپ کے علم میں لاؤں کہ یہ معاہدے کی کاپی ہے جو آج صبح ہمیں Board of Investment کے چیئرمین ہمایوں اختر نے خود دی ہے، اس کے دستخط ہیں۔ معاہدہ ہوا ہے، یہ معاہدے کی کاپی ہے۔

جناب مشاہد حسین: 3 جولائی 1998 کو Cabinet Committee on Investment جس میں بلوچستان کے چیف سیکرٹری موجود تھے، یہ discuss ہوا تھا۔ انہوں نے 10% رائلٹی کی بات بھی کی، ٹرانسپیرنٹ بات تھی، it was taken before that Cabinet Committee on Investment. اور کوئی monopoly rights نہیں دیئے گئے فوربز کمپنی کو اور اس میں یہ بھی کہا کہ جو local fishermen ہے permission limit بارہ میل کی جس میں زیادہ تر

fishing کرتے ہیں ، اس کو extend کر کے بیس میل کے بعد ان کو fishing کے rights دیئے جائیں گے ، اگر implement ہو ۔ اب اس میں صرف ایک basic مسئلہ یہ ہے کہ this Company Forbes was supposed to give a feasibility study. Feasibility report کے لئے 3 جنوری 1999 کو چھ مہینے کا وقت دیا گیا تھا ، جب Cabinet Committee on Investment نے approve کیا کہ 3rd January,1999 تک آپ یہ دیں گے تو انہوں نے وہ feasibility study نہیں دی ۔ It is violation then اس basis پر انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں fishing licence دیں ۔ Fishing licences لالیکا صاحب کی منسٹری جاری کرتی ہے ۔ یہ خود بڑے دبنگ اور strong nationalist ہیں۔ پاکستان کا قومی مفاد ہمیشہ ان کی پہلی ترجیح ہوتا ہے کیونکہ یہ economic rights پر stand لیتے ہیں۔ چونکہ اب 3rd January onward انہوں نے اپنی commitments پوری نہیں کیں تو اب Law Ministry سوچ رہی ہے کہ ہم اس معاہدے کو کس طریقے سے ختم کریں ، منسوخ کریں قانونی لحاظ سے ۔ اس کی ساری debate میں کوئی خدشات نہیں ہونے چاہئیں ۔ This agreement most probably will be cancelled کیونکہ انہوں نے خود اس کی violation کی ہے۔ ہماری حکومت ہمیشہ national interests کو سپریم رکھتی ہے ، قانون کو سپریم رکھتی ہے ، public opinion کو سپریم رکھتی ہے۔ This is the context. شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب چیئرمین! حکومت سے ہم یہ چاہیں گے کہ جناب مشاہد حسین ہمیں مطمئن کریں، یہ ایک دانشور ہیں اور ایک پروگریسو سوچ رکھتے ہیں ، وہ یہ بتائیں کہ most probably گڑ بڑ والی بات ہے۔ صاف بات کریں کہ معاہدہ منسوخ ہو چکا ہے ۔ سیدھی بات کریں۔

جناب مشاہد حسین : If they do not fulfil the terms and conditions, it will stand cancelled then. ختم ہوئی بات ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی اعتزاز صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ میں اپنے ساتھیوں کو پہلے تو مبارکباد دیتا ہوں کہ debate کے ذریعے انہوں نے یہ معاہدہ ختم کرا دیا۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں خاص کر جناب مشاہد حسین صاحب کو کہ ہم اس معاملے کو موخر کر رہے ہیں ' وہ سمجھ جائیں گے۔ ایک معاملے پر مشاہد صاحب' میرا 'لیڈر آف دی ہاؤس ' اقبال حیدر صاحب اور بشیر منڈ صاحب کا ایک معاہدہ ہو گیا تھا ' میں بڑی ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں' بہرحال اس میں کچھ معاملات اور آئے ہیں' میں چاہوں گا ' گزارش کروں گا کہ آج کی شب اور کل کے دن جب اجلاس ہو تو اس سے پہلے اگر مشاہد صاحب خود intervene کرکے راجہ صاحب سے بات کرلیں اور وہ معاملہ ہم حل کرلیں۔

Mr . Deputy Chairman: The discussion on the motion comes to an end. The House is now adjourned to meet tomorrow at 4.00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again at four of the clock in the evening on Tuesday, June 29, 1999]